مجلہ
قافلہ حق
سرگودھا
ترجمان مناظر اسلام حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی
بیاد
مولانا محمد امین صفدر اوکاڑوی
فیضان نظر
امیر العلماء، قطب العصر
حضرت اقدس مولانا سید محمد امین شاہ
جلد نمبر ۴
جنوری، فروری، مارچ 2010ء
شمارہ نمبر ۱
بطرز
زیر سرپرستی
محمد سرفراز خان صفدر
حکیم محمد اختر
دامت برکاتہم
زیر نگرانی
مدیر اعلیٰ
مولانا منیر احمد منور
مولانا محمد الیاس گھمن
دامت برکاتہم
مجلس مشاورت
مولانا فضل الرحمن درخواستی
مولانا عبدالغنی طارق لدھیانوی
مولانا محمد طیب حنفی
مولانا مفتی محمد مجاہد
مولانا مفتی امداد اللہ انور
مولانا عبداللہ عابد ڈراپچ
مولانا محمد محمود عالم صفدر اوکاڑوی
مولانا محمد اسماعیل محمدی
قیمت فی شمارہ
25/- روپے
رابطہ کے لیے
دفتر قافلہ حق
مرکز اہل السنۃ والجماعۃ
048-3881487, 0346-7357394

آئینہ مضامین

اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ

048-3881487,0346-7357394

Website> http:\\alittehaad.org Email>markazhanfi@gmail.com

ولی کامل، شیخ طریقت حضرت اقدس **صوفی محمد سرور** زید مجدہٗ کا

۵۲۴۲۲۸۰ ☎
پاکستان

مؤرخہ ______ حوالہ ______

عقیدۂ حیات النبی علیہ السلام

بسم اللہ الرحمٰن الرحیمo

حضور نبی کریم صلی اللہ علیہ وسلم اپنی قبر مبارک میں دنیوی جسد اطہر کے ساتھ بتعلق روح زندہ ہیں۔ اور قبر مبارک پر پڑھے جانے والے صلوٰۃ و سلام خود سماعت فرماتے ہیں۔ اور دور سے پڑھے جانے والے صلوٰۃ وسلام کو فرشتے آپ صلی اللہ علیہ وسلم کی خدمت میں پیش کرتے ہیں۔

مندرجہ بالا عقیدہ اھل السنۃ والجماعۃ کا اجماعی واتفاقی عقیدہ ہے۔ اس کا منکر اھل السنۃ والجماعۃ (دیوبند) سے خارج، اور گمراہ ہے ایسے شخص کے پیچھے نماز پڑھنا مکروہ تحریمی ہے۔

میرے خلفاء میں جن کا مماتی ہونا ثابت ہو جائے وہ میرا خلیفہ نہیں ہے۔ گذشتہ دنوں ایک مماتی خلیفہ نے تحریری توبہ لکھ دی اور ایک نے جھوٹ بولا کہ میں مماتی نہیں ہوں۔ جب مجھے بعض حضرات نے ان کے مماتی ہونے کے ٹھوس ثبوت پیش کئے تو میں نے ان کی خلافت وبیعت ختم کردی ہے۔ (نام لینا مناسب نہیں ہے)

محمد سرور

مدرس بتدریس البخاری جامعہ اشرفیہ، لاہور

11-11-09

الحمدُللہ

الحمدللہ! ''قافلہ حق'' کی چوتھی جلد کا یہ پہلا شمارہ آپ کے ہاتھوں میں ہے۔ اللہ رب العزت کے فضل و کرم، اولیاء اللہ کی نیک دعاؤں اہل علم و قلم کی پیہم کاوشوں اور قارئین کرام کی حوصلہ افزائی و پذیرائی کی بدولت آپ کا محبوب مجلّہ ''قافلہ حق'' بغیر کسی تعطل اور وقفے کے اپنی منزل کی طرف بہت تیزی سے گامزن ہے اور سفر کی چوتھی منزل عبور کرنے چلا ہے۔ ''قافلہ حق'' نے اتنی مختصر مدت میں مقبولیت اور ترقی کی جن بلندیوں کو چھوا ہے، یقیناً یہ اہل دل حضرات کی توجہ کا ''پرتو'' ہے۔ ادارہ اپنے تمام قارئین، محبین اور مخلصین کا شکر گزار ہے اور امید رکھتا ہے کہ آپ اپنے ''قافلہ حق'' کی بابت ہمیں قیمتی آراء سے ضرور نوازتے رہیں گے۔

والسلام

ادارہ قافلہ حق

القرآن

قال اللہ تعالی: اُدْعُوا رَبَّكُمْ تَضَرُّعاً وَخُفْيَةً إِنَّهُ لاَ يُحِبُّ الْمُعْتَدِيْنَ (۱)

ترجمہ: اپنے رب سے دعا کرو عاجزی کرتے ہوئے اور آہستہ۔ کیونکہ بلاشبہ وہ (اللہ) حد سے بڑھنے والوں کو پسند نہیں کرتا۔ خلاصہ: اس ارشاد باری تعالیٰ میں دعا کے متعلق ایک اہم ادب بیان کیا گیا ہے کہ دعا عاجزانہ انداز میں، آہستہ کی جائے۔ امام عطاؒ فرماتے ہیں کہ آمین دعا ہے جب آمین دعا ہے تو اس (آمین) کو نماز میں آہستہ کہنا افضل ہے۔

السنة

عن وائل بن حجر انه صلی مع رسول اللہ ﷺ فلما قرأ غَيْرِ المَغضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّالِّيْنَ قال اٰمين خفض بها صو ته .(الحديث)(۲)

ترجمہ: حضرت وائل بن حجرؓ نے آپ ﷺ کے ساتھ نماز پڑھی جب آپ ﷺ نے غَيْرِ المَغضُوبِ عَلَيْهِمْ وَلاَ الضَّالِّيْنَ پڑھا تو (اس کے بعد) آپ ﷺ نے آہستہ آواز سے آمین کہی۔

خلاصہ: اس فرمان نبوی ﷺ سے معلوم ہوا کہ نماز میں امام کے پیچھے آہستہ آواز سے آمین کہنا سنت ہے۔

اللہ رب العزت تعلیمات نبویہ پر توفیقِ عمل نصیب فرمائے۔ آمین بجاہ النبی الکریم

---

(۱) الاعراف پ 8 (۲) مستدرک حاکم ج 2 ص 232 وقال صحیح الاسناد

اسلامی سال مبارک!

مدیر اعلیٰ کے قلم سے

محرم اسلامی سال کا پہلا مہینہ ہے جو فضائل و برکات اور کئی اہم نا قابل فراموش واقعات وحوادث کو اپنے اندر لیے ہوئے ہے۔ بہت سے تاریخی سانحے اس سے وابستہ ہیں جن کی کربنا کی سے امت مرحومہ کا ہر صاحبِ دل شخص مضطرب ہو جاتا ہے۔ اسلامی تاریخ کا صفحہ اول خلیفہ راشد، مراد نبی ﷺ خلیفہ دوم سیدنا عمر فاروق ؓ کے ایمانی لہو سے تر بتر نظر آتا ہے۔

شہادت فاروق اعظم ؓ: حضرت فاروق اعظم ؓ نے یکم محرم الحرام کو جام شہادت نوش کیا۔ سیدنا عمر ؓ مسلمانوں کی وہ عظیم ترین ہستی ہیں کہ جن کو ''فاروق'' کا لقب دربارِ نبوت سے حاصل ہوا، جن کی ذات میں خاتم الانبیاء ﷺ کو صفات نبوت نظر آتی ہیں۔ ارشاد فرمایا:

''لو کان بعدی نبی لکا ن عمر ''

اگر میرے بعد کوئی نبی ہوتے تو یقیناً عمر ہی ہوتے۔

خدا بزرگ و برتر کے ہاں حضرت عمر ؓ کی مقبولیت کا یہ حال تھا کہ بہت سے مقامات پر اللہ نے حضرت عمر ؓ کی رائے کے موافق قرآن پاک کو نازل فرمایا...... حضرت عمر ؓ کی حکومت، عدالت، سیاست اور خلافت کو دیکھ کر حضرت علی ؓ نے ان کو مسلمانوں کا ملجا و ماویٰ قرار دیا۔ بائیس لاکھ مربع میل کے ''فاتح اعظم'' فاروق اعظم ؓ نے بیت المال کا قیام، عدالتوں کا قیام، ججوں اور قاضیوں کی تقرری، فوجی محکمہ، ان کے وظائف، محکمہ پولیس کا قیام اور الگ چھاؤنیاں، نادار اور غرباء کے روزینے مقرر فرمائے، ۲۰ رکعات نماز تراویح باجماعت ادا کروائی، مساجد میں روشنی کا انتظام اور انصرام کیا؛ اسلامی تاریخ کے اور بھی بہت سے سنہرے باب کھولے جو آج بھی مسلمانانِ عالم کے لیے مشعل راہ ہیں۔

شہادت حسین ؓ: ادھر دوسری طرف حضرت حسین ؓ کی شہادت بھی دسویں محرم الحرام کو ہوئی جو مسلمانوں کے لئے عظیم صدمہ ہے اور حضرت حسین ؓ کی صلابت ایمانی، استقامت اور غیرت دینی کا پتہ دیتی ہے لیکن نام

نہاد ”عاشقانِ حسین“ نے اس تاریخ کو مکروفریب کے بدبودار پردوں میں چھپانے کے لیے جن واقعات کو فروغ دیا اور رسومات وبدعات کو پروان چڑھایا وہ سوائے افسانہ کذب ودجل کے کچھ بھی نہیں مرثیہ خوانی کی آڑ میں خانوادۂ نبوت اور اہلِ بیت کی (نعوذ باللہ) تحقیر وتوہین کی ہے۔ حرمِ حسینؓ کی پاکیزہ صفات، پاک دامن، عفت مآب خواتین کو العیاذ باللہ بے صبرا اور سینہ کوبی کرتے دکھایا جاتا ہے۔ کیا ظلم ہے کہ سکینہؓ وزینب ؓ کو زیبِ داستان بنا کر غلط اور حقائق کے بالکل برعکس مشہور کیا جاتا ہے؟؟

تنبیہ: وطنِ عزیز پاکستان میں مسلمانوں کی بڑی تعداد رسم تعزیہ داری میں شریک ہوتی ہے، اس سے اجتناب بہت ضروری ہے۔

دسویں محرم: شریعت اسلامیہ نے دسویں محرم کو روزہ کا حکم بھی دیا اور اہل وعیال پر وسعت کا بھی۔ جو بھی اس دن اہل وعیال پر وسعت کرتا ہے اس پر سارا سال فراخی رزق کے دروازے کھول دیے جاتے ہیں۔

﴿امام ابوحنیفہؒ کو صدرِ تاجکستان کا خراجِ عقیدت﴾

”آج؛ ابوحنیفہؒ کے خیالات، ان کے بنیادی مقاصد، دنیا کے مختلف تقاضوں کے درمیان ایک پل ہے اور تمام بنی نوع انسان کے مفادات کے لیے مختلف تہذیبوں کے درمیان گفت وشنید کی بنیاد بن سکتے ہیں ان خیالات کا اظہار تاجکستان کے صدر جناب امام علی رحمان نے ”دوشنبہ“ میں وسط ایشیا کی سب سے بڑی ”مسجد“ کے سنگ بنیاد کے موقع پر کیا۔

ان کا کہنا تھا کہ مذہب، ثقافت اور فلسفہ کی ترکیب سے؛ حنفی عقیدہ، سنی برادری میں سے سب سے زیادہ مستند نوعیت کے طور پر پہچانا جاتا ہے۔ تقریب میں شرکاء کی بہت بڑی تعداد تھی، مختلف شعبہ ہائے زندگی سے تعلق رکھنے والے افراد نے اس موقع پر اپنے ”عظیم محسن امامِ اعظم امامِ ابوحنیفہؒ “ کے نام پر وسط ایشیا کی سب سے بڑی مسجد کا نام رکھا اور اس بات کا عزم کیا کہ بحیثیت قوم وہ اپنے محسن کی تعلیمات کی روشنی میں اتحاد واتفاق پر عمل پیرا ہونگے اور امت مسلمہ کو درپیش چیلنجز کا ڈٹ کر مقابلہ کریں گے۔ تجزیہ نگاروں کے مطابق اس سے باہمی محبت اور رواداری کو فروغ ملے گا اور امت میں انس والفت کی فضا پیدا ہوگی۔

ادارہ ”قافلہ حق“ تمام اہل السنہ والجماعۃ کی طرف سے بحیثیت ”ترجمان“ تاجکستان کے صدر اور سفیر کو اس مبارک اقدام پر مبارکباد پیش کرتا ہے اور امید کرتا ہے کہ آئندہ بھی وہ اس طرح کے پروگرامز

منعقد کر کے عوام الناس کو اپنے عظیم محسن کی تعلیمات سے روشناس کراتے رہیں گے۔

﴿چوتھی کھیپ﴾

ماضی قریب میں ایک ایسا قافلہ گزرا ہے جو صدق وصفا اور علم وعمل میں یگانگت اور موافقت کا حامل ؛علم تفسیر ،علم حدیث ،علم فقہ،اصول فقہ،اصول حدیث ،تصوف ،تزکیہ اور سلوک واحسان میں مکمل دسترس رکھنے کے ساتھ ساتھ باطل کو للکارنے ،زندقہ اور بدعات کا مٹانے والا تھا،سنت رسول ﷺ کے احیاء اور حفاظت کا امین تھا۔مغربی سازشوں اور طاغوتی ایجنڈے کو پاش پاش کرنے والا تھا۔آج دنیا اس کو ''علماء دیوبند'' کے مبارک نام سے یاد کرتی ہے۔

علماء دیوبند نے امت مرحومہ کو ''اہل السنۃ والجماعۃ'' کے ''حقیقی عقائد ونظریات'' سے آشنا کیا ساتھ ساتھ باطل فرقوں کا رد بھی کیا کہ دنیائے باطل آج بھی لرزاں اور خائف ہے۔علماء دیوبند کے اسی ورثہ کی امین ''اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ'' نے عرصہ ساڑھے تین سال میں ملک کے طول وعرض میں نوجوانوں کی علمی اوردعوتی تربیت کی۔چھوٹے چھوٹے کورسز تشکیل دیے، بالخصوص فارغ التحصیل علماء کے لیے ایک سالہ نصاب ترتیب دیا جس میں دورِحاضر کے تمام فرقِ باطلہ رافضیت ، پرویزیت،غیر مقلدیت ، مماتیت، بریلویت ،مودودیت، جماعت المسلمین ،مسعودیت کے گمراہانہ نظریات وافکار کو زیر بحث لایا گیا ہے۔

الحمد للہ''اتحاد'' کے پلیٹ فارم سے تربیت یافتہ علماء نے اصلاحِ عقائد اور اصلاحِ اعمال کا مثبت درس شروع کیا۔گلی گلی کوچہ کوچہ جہاں باطل فرقوں کی مکروہ السمع آوازیں سکون کو برباد کیے ہوئے تھیں آج وہاں اہل السنۃ (حنفیہ) کا طوطی بولتا ہے۔جہاں بدعات کے ڈروائنے مجسمے تھے آج وہاں سنت رسول ﷺ کے مینار نور نظر آتے ہیں ۔پہلی تین کلاسیں اپنے اپنے علاقے میں رسوم ورواج ،فسق وفجور اور بدعات ومشرکانہ عقائد کو ختم کرنے میں سرگرم ہیں۔اس نئی چوتھی کھیپ سے توقعات وابستہ ہیں کہ یہ بھی اکابر کے طرز پر اہل باطل کا مردانہ وار مقابلہ کرے گی۔

محرم......لمحہ فکریہ!!

☆مولانا مقصود احمد

زمانہ برق رفتاری سے گزرتا جارہا ہے اور یہ اپنی تیز دھاریوں سے گلشنِ حیات کی شاخ ماہ وسال کو بڑی تیزی سے کاٹ کر ہمیں موت کے قریب اور قبر کے دھانے پر پہنچانے میں کارفرما ہے۔اسی کا اثر ہے کہ ہمیں اپنے سال، مہینوں اور مہینے، ہفتوں میں گزرتے دکھائی دے رہے ہیں، ہم اپنی زندگی کی کتنی بہاریں دیکھ کر ایک اور بہار نو کے پھول کو سونگھ رہے ہیں۔

فضیلت ماہِ محرم: ''محرم'' مہینوں میں سے ایسا مہینہ ہے جس سے اسلامی سال اپنی تاریخ کا آغاز کرتا ہے(۱) اسی وجہ سے اس نے اپنا نام ''محرم الحرام'' رکھوایا تاکہ نام لیتے ہی اس کے احترام کی فضاء وقائم ہو اسی وجہ سے شریعت محمدیہ کے ابتدائی دور میں اس کے احترام میں قتال کو ممنوع قرار دیا گیا ہے۔(۲) اور اس کو چار حرمت والے مہینوں میں سے شمار کیا گیا۔(۳) نیز ایام جاہلیت میں بھی یہ مہینہ بڑا معزز اور محترم رہا ہے۔مثلاً: اس ماہ میں مشرکین کا قتال نہ کرنا۔(۴) قریش کا اس ماہ میں روزہ رکھنا وغیرہ(۵)

حضور اکرم ﷺ اور ماہ محرم: حضور اقدس ﷺ نے اس کی عظمت وشرافت کو بیان کرتے ہوئے فرمایا کہ ''جو محرم کے ایک دن کا روزہ رکھے اس کو ایک مہینے کے روزوں کا ثواب ملے گا۔(۶)

مزید اللہ رب العزت نے اس میں ایک دن ایسا بھی بنایا جس کو'' عاشوراء'' (دسویں محرم) کہا جاتا ہے۔

فضائل یوم عاشوراء: یہ دن بہت سارے فضائل کا حامل اور نیکیوں کے حصول کا ایک بہترین سیزن ہے حضرت عائشہ ؓ فرماتی ہیں کہ قریش اور حضور اقدس ﷺ بھی قبل از اسلام عاشوراء (دس محرم) کا روزہ رکھا کرتے تھے حتی کہ جب آپ ﷺ مدینہ (ہجرت کرکے) تشریف لائے تو خود بھی اس دن روزہ رکھا

☆استاد شعبہ تحقیق مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

(۱) تاریخ الطبری ج1 ص254، تدریب مع التقریب ج2 ص354 بیروت (۲) سورۃ البقرہ پ2

(۳) سورۃ التوبہ پ10 (۴) سورۃ البقرہ پ2 توبہ پ10 (۵) بخاری ج اص268 ، مسلم ج 1 ص358، ترمذی ج1 ص158 وغیرہ۔ (۶) غنیۃ الطالبین ج2 ص314

اور مومنین کو بھی اس دن کے روزہ رکھنے کا حکم دیا لیکن جب رمضان کے روزے (2ھ) میں فرض ہوئے تو عاشوراء کے روزے رکھنے یا نہ رکھنے کا اختیار دے دیا گیا (۱) اور ایک دوسری روایت میں ہے کہ اہل کتاب (یہود) نے کہا یہ دن اس لیے قابل تعظیم ہے کہ اس میں اللہ نے ہمارے نبی حضرت موسیٰؑ کو ان کو دشمنوں سے نجات دی تو اس لیے (خوشی میں) ہم روزہ رکھتے ہیں اس پر حضورﷺ نے فرمایا: ''پھر تو اس خوشی میں ہم زیادہ حق دار ہیں کہ روزہ رکھیں'' (۲)

مخالفت اہل کتاب: حضرت ابن عباسؓ فرماتے ہیں کہ حضورﷺ کے مدینہ تشریف لانے کے بعد صحابہ کرامؓ نے عرض کیا کہ اس دن کو یہود و نصاری بڑی تعظیم کی نگاہ سے دیکھتے ہیں اور (ہم تو ایک مستقل شریعت والے ہیں) آپ ﷺ نے فرمایا: ''اگر میری زندگی نے وفا کی تو (ان شاء اللہ) میں آئندہ سال دس محرم کے ساتھ نویں کے دن کا روزہ بھی رکھوں گا۔'' (۳)

جزائے خدا یوم عاشوراء: اب روزہ رکھنے سے ملے گا کیا؟ حضرت ابو قتادہؓ فرماتے ہیں کہ حضور اقدسﷺ نے فرمایا: ''عاشورا کے دن روزہ رکھنے والے کے ایک سال پہلے کے گناہ معاف کر دیے جاتے ہیں۔'' (۴) مزید یہ کہ جو آدمی اس دن کسی کو روزہ افطار کروائے تو اس کو پوری امتِ محمدیہ (مسلمانوں) کی افطاری کا ثواب بھی ملے گا (۵) دوسری جگہ ارشاد فرمایا: ''جو آدمی اپنے اہل و عیال پر وسعت کرے گا اللہ تعالیٰ پورے سال کے رزق میں وسعت کر دے گا۔'' (۶) امام سفیان ثوریؒ فرماتے ہیں: ''یہ وسعت رزق والا نسخہ میرا پچاس سال سے مجرب ہے۔'' (۷)

لمحہ فکریہ!!! قارئین سوچیئے جب ماہ محرم اتنی فضیلت کا حامل اور خصوصا دس محرم کا دن؛ اس کا تقاضا تو یہ تھا کہ ہم بھی اس ماہ محترم کی ضیافت کے طور پر اعمال صالحہ سے میزبانی کرتے اور اسلاف کے نقش قدم پر چلتے ہوئے تعظیم بجالاتے۔ لیکن افسوس! صد افسوس! کہ ہم باطل اور اسلام دشمنوں کے غلط پروپیگنڈے میں آکر دانستہ یا نادانستہ طور پر طرح طرح کی رسومات و بدعات میں مبتلا ہو رہے ہیں۔ آخر کیا وجہ ہے کہ اس ماہ مبارک میں ایک عظیم ہستی سیدنا حسینؓ پر اظہار غم کے پس پردہ اسلام کی مخالفت کی جاتی ہے۔ ''چور

---

(۱) بخاری ج 1 ص 268، مسلم ج 1 ص 358، ترمذی ج 1 ص 158

(۲) بخاری ج 1 ص 268، مسلم ج 1 ص 359، ابن ماجہ ص 120 (۳) مسلم ج 1 ص 359

(۴) ابن ماجہ ص 124 (۵) تنبیہ الغافلین ص 264، غنیۃ الطالبین ج 2 ص 314

(۶) تنبیہ الغافلین ص 265، غنیۃ الطالبین ص 316 (۷) تنبیہ الغافلین ص 265، غنیۃ الطالبین ص 316

بھی کہے چور چور'' کا مصداق بن کر حقیقی معنوں میں اہل بیت کے محبین کو طعنہ دیا جاتا ہے؟؟؟

نواسہ رسول، قلب جگر زہرا بتول حضرت حسین عظیم المرتبت انسان ہیں:

☆ جن کا نام خود حضور اکرم ﷺ نے ''حسین'' رکھا۔(۱) ☆ جس کو پیغمبر ﷺ نے اپنا پھول قرار دیا۔ (۲) ☆ جس کو حضور اقدس نے جنت کے نوجوانوں کے سردار ہونے کی خوشخبری سنائی۔(۳) ☆ جو حضور ﷺ کے سینے پر کھیلنے والا ہے۔(۴) ☆ جس کو آپ ﷺ اپنے کندھوں پر سوار کر کے محبوب خدا ہونے کی دعا مستجاب دی۔(۵) ☆ حضرت حسین کو شبیہ رسول ہونے کا بھی اعزاز حاصل ہے۔(۶) ☆ آپؓ کے منہ مبارک پر حضور ﷺ نے اپنا مبارک منہ رکھ کر بوسہ لیا۔(۷) ☆ حضرت حسینؓ کی طرف سے حضور ﷺ نے عقیقہ کر کے آپ کی عظمت سے امت کو روشناس کرایا(۸)

دردِ دل: اتنے فضائل و مناقب کی حامل شخصیت کو ظالموں نے گھر سے بے گھر کر کے کرب و بلاء کی وادی میں بڑے سفاکانہ طریقہ کے ساتھ شہید کر ڈالا اور تمام غموں سے نجات دے کر ظالم خود پر ''لازوال غموں'' کو سوار کر بیٹھے۔

شہادت حسینؓ: حضرت حسینؓ اپنی زندگی کی 58 بہاریں دیکھ کر جہاں ''فانی'' سے ''لافانی'' کی طرف کوچ کیا(۹) اس حالت میں کہ آپؓ کو خلافتِ یزید میں گورنر عراق عبیداللہ بن زیاد (علیہ ما علیہ) اور امیر لشکر شمر بن ذی الجوشن (علیہ ما علیہ) کی زیرِ قیادت 61ھ میں حصین بن تمیم (علیہ ما علیہ) نے آپ کے چہرہ مبارک پر پہلا تیر مارا پھر یکے بعد دیگرے حملے ہونا شروع لیکن بدبخت سنان بن انس النخعی (علیہ ما علیہ) نے سینہ مبارک پر اس زور سے وار کیا جس کی تاب نہ لاتے ہوئے یہ سردار جنت اپنے خون میں لت پت ہو کر کربلا کی وادی میں ہفتہ کے دن جامِ شہادت نوش کر کے حیات جاودانی پا گیا۔(۱) شہادت کے ایک دن بعد آپؓ اور دوسرے 72 شہدائے کربلا کا جنازہ عمرو بن سعد نے پڑھا کر دفن کیا(۲) حضرت حسینؓ ایسی مبارک موتِ شہادت پر فائز ہوئے کہ جس کو اہل دنیا تو کیا، خود اللہ کا قرآن بھی حیات سے تعبیر کرتا ہے کہ

---

(۱) سیر اعلام النبلاء ج 6 ص 129 — (۲) بخاری ج 1 ص 530، ترمذی ج 2 ص 218

(۳) ترمذی ج 2 ص 218 — (۴) سیر اعلام النبلاء ج 4 ص 144

(۵) بخاری ج 1 ص 530، مسلم ج 2 ص 282 — (۶) ترمذی ج 2 ص 218 — (۷) سیر اعلام النبلاء ج 4 ص 8

(۸) ابوداؤد ج 2 ص 392 — (۹) تاریخ بغداد ج 1 ص 115، تاریخ الصحابہ لابن حبان ص 6

شہداء اپنے جسم شہادت کے ساتھ زندہ ہوتے ہیں۔(۳) اب سوچنے کی بات یہ ہے کہ ماہ محرم الحرام جب اتنی فضیلت والا ہے خصوصاً دس محرم کا دن لیکن آج یار لوگوں نے اس کی فضیلت کو ختم کرنے اور غمِ حسین ؓ کی آڑ میں بغض صحابہ، تبرابازی کے ایسے راستے ہموار کیے جس سے اصلی اسلام پر اوس پڑنے لگی۔

بدعات محرم: ہر اسلام دشمن نے اپنے ''ذوق'' کے مطابق بدعات کو متعارف کروایا، مثلاً اس ماہ میں شادی کرنے کو منحوس سمجھنا (جبکہ ایک روایت کے مطابق حضرت فاطمہ ؓ کا نکاح ماہ محرم میں ہوا) (۴) اس کو ماہِ سوگ (غم کا مہینہ) سمجھتے ہوئے زیب وزینت ترک کر کے میلے کچیلے کپڑے، ماتم، تعزیہ، سرکوبی، سینہ زنی جیسی خرافات کی جاتیں ہیں۔ اگر کسی کی وفات یا شہادت پر یہ امور جائز ہوتے شہادتِ نبوی (۵) اور سید الشہداء حضرت حمزہ ؓ کی شہادت پر تمام اہل بیت وخاندان نبوت کرتے، جبکہ ایسا ہرگز نہیں۔

کرتے رہو تم اپنے گناہوں کی تلافی
ہم زندہ جاوید کا ماتم نہیں کرتے

سیاہ لباس کو اس ماہ کا شعار بنانا جبکہ حضرت علی المرتضیٰ ؓ سے روایت ہے کہ ''سیاہ لباس فرعونی لباس ہے۔'' اور مزید یہ کہ حضرت جعفر صادق ؒ سے سیاہ لباس کے بارے سوال کیا گیا تو فرمایا: ''اس کو استعمال نہ کرو کیونکہ یہ ''جہنمیوں کا لباس'' ہے۔(٦) شربت، دودھ کی سبیلیں لگانا اور ان کیلیے تعاون کرنا دس محرم کی محبوب عبادت ''روزہ'' کو مٹانے کی سوچی سمجھی سازش ہے جبکہ یوم عاشوراء کا روزہ حضور ﷺ حضرات صحابہ ؓ وسلف صالحین سے ثابت ہے۔ قبروں کی لپائی (جبکہ اس کو اس ماہ کے لیے خاص کر لیا جائے) اور ان پر دال چھڑکنا اس کی شریعت اسلامیہ میں کوئی اصل نہیں، بلکہ جرمِ قبیح ہے (۷) اور بھی بہت ساری خرافات معرض وجود میں آرہی ہیں جو اسلام دشمنی کے سواء کچھ بھی نہیں۔ قارئین! اللہ رب العزت ہمیں اس پر فتن دور میں اپنی حفاظت میں رکھے۔

(آمین)

☆☆☆

---

(۱) البدایہ والنھایہ ج4 ص544، تاریخ الصحابہ ص66 (۲) الکامل لابن الاثیر ج4 ص80، تاریخ الطبری جز6 ص261

(۳) البقرہ پ2 (۴) البدایہ والنھایہ ج2 ص369 (۵) بخاری ج2 ص637، مسند احمد ج12 ص491، القول البدیع ص172، الحاوی للفتاوی ج2 ص544 (٦) من لایحضرہ الفقیہ ج1 ص81 ایران

(۷) مسائل شرک وبدعت ص۲۱۹

الفضل الربانی فی توثیق محمد بن الحسن الشیبانی رحمہ اللہ

☆فضیلۃ الشیخ علامہ عبدالغفار ذہبی

(۱۱) امام اسد بن الفرات رحمہ اللہ تعالی (۱)، محمد بن حسن الشیبانیؒ کے بارے میں فرماتے ہیں: ''محمد بن حسن الشیبانی رحمہ اللہ امام ربانی ہیں، کوفہ میں پیدا ہوئے اور امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے شاگرد ہیں، علمِ حدیث کو حاصل کیا، بہت کثرت سے احادیث کا سماع کیا۔ امام ابوحنیفہ کی مجلس علم میں بیٹھتے رہے ہیں امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ سے بھی سماع کیا۔'' (۲)

قارئین! امام اسد بن الفرات رحمہ اللہ نے بھی امام محمد بن حسن الشیبانیؒ کے بارے جو مندرجہ بالا الفاظ ارشاد فرمائے ہیں اس سے یہی ثابت ہو رہا ہے کہ امام محمد بن حسن الشیبانیؒ ثقہ ہیں ان پر غلط سلط الزامات لگانا اپنی عاقبت خراب کرنا ہے۔

(۱۲) امام محمد بن سماعۃ الکوفی رحمہ اللہ (۳)، امام محمد بن حسن الشیبانیؒ کے بارے فرماتے ہیں کہ ''محمد بن حسن الشیبانیؒ اور حسن بن زیاد رحمہ اللہ دونوں پوری دنیا کے فقیہ ہیں۔'' یہ خود یعنی محمد بن سماعۃ الکوفیؒ جو کہ جلیل القدر امام ہیں کہتے ہیں کہ مجھ سے محمد بن حسن الشیبانیؒ نے حدیث بیان کی۔ (۴)

قارئین کرام! آپ ائمہ حضرات کی تصریحات ملاحظہ فرماتے آ رہے ہیں (اور مزید بھی ہم ذکر کریں گے۔ ان شاء اللہ) سب امام محمد بن الشیبانیؒ کی تعریف و توثیق فرما رہے ہیں جبکہ بغض و عناد میں مارے لوگ امام موصوف کو بلاوجہ ضعیف قرار دینے پر تلے ہوئے ہیں لیکن! جب تلک امام ابوحنیفہ رحمہ اللہ کے نام لیوا زندہ ہیں تب تلک معاندین کے بس کا روگ نہیں کہ وہ کسی بھی ہمارے مستند امام کو ضعیف ثابت کر سکیں۔

---

(۱) ان کی ولادت [۱۴۴ھ] میں ہوئی؛ ائمہ نے ان کو الفقیه صا حب مالک، الامام، العلامة، القاضی، الامیر، مقدم المجاهدین وقد کان اسد ذاا تقان وتحریر لکتبه و کان مع توسعه فی العلم فارسا بطلا شجاعا مقداما قرار دیا ہے۔ وفات [۲۱۳ھ] العبر ج۱ص۱۸۱، سیر اعلام النبلاء ج۷ص۴۴۲، ۴۴۳

(۲) شذرات الذہب ج۲ص۷ وغیرہ

(۳) ان کی ولادت [۱۳۰ھ] ائمہ نے ان کو القاضی، الفقیه، تفقه علی ابی یو سف و محمد، الاما م، الاحدالثقات الا ثبات، وهو من الحفا ظ الثقات قرار دیا ہے۔ وفات [۲۱۳ھ] العبر ج۱ص۲۰۵، الجواہر المضیہ ص۳۳۲، تہذیب لابن حجر ج۵ص۱۳۲، ۱۳۳ وغیرہ

(۴) فضائل ابی حنیفہ ص۱۲۱ وسندہ صحیح، اخبار ابی حنیفہ واصحابہ ص۱۲۶ وغیرہ وسندہ وسط

(۱۳) امام بخاریؒ کے استاد حجۃ الاسلام امام یحییٰ بن معینؒ (۱)؛ امام محمد بن حسن الشیبانی ؒ کے بارے رقم طراز ہیں کہ ''امام محمد بن حسن الشیبانی ؒ کی تصنیف ''جامع الصغیر'' کو میں نے خود ان سے لکھا ہے اور سب لوگوں سے زیادہ میں نے امام محمد بن حسن کی کتاب ''جامع الصغیر'' کا سماع کیا ہے۔'' (۲)

قارئین! ہم یہاں آپ کو یہ بھی بتلاتے چلیں کہ امام یحییٰ بن معینؒ جو امام محمد بن الشیبانیؒ کی مدح وتعریف میں رطب اللسان نظر آرہے ہیں یہ وہ ہیں جو خود (10,00,000) دس لاکھ احادیث کے حافظ ہیں۔ (۳) صحیح بخاری، صحیح مسلم اور سنن اربعہ کے مولفین نے اپنی کتب میں ان کی روایات کو ذکر فرمایا ہے۔

امام ابن معینؒ اور امام محمدؒ:

قارئین! جیسا کہ ہم نے ذکر کر دیا کہ امام ابن معینؒ نے امام محمد بن حسن الشیبانیؒ کی مدح سرائی کی ہے لیکن بعض لوگوں کو یہ باتیں چبھتی ہیں تو انہوں نے کوشش کر کے کچھ الفاظ اکھٹے کیے تاکہ یہ ثابت ہو سکے کہ امام ابن معینؒ نے امام محمدؒ کی مدح سرائی نہیں کی۔ ہم ان کا کچا چٹھا سوال و جواب کی شکل میں یہاں نقل کرتے ہیں:

سوال: یہ ہے کہ امام ابن معینؒ نے امام محمد بن حسنؒ کے بارے میں فرمایا کہ ''جہمی'' اور فرمایا ''کذاب'' (۴)

جواب (۱): پہلی بات تو قارئین یہ ہے کہ امام ذہبیؒ نے اس بات کی صراحت کی ہے کہ امام ابن معینؒ مذہباً غالی حنفی ہیں (۵) تو وہ کیسے اپنے امام اور استاد پر جرح کر سکتا ہے؟ تو یہ بات محل نظر ہے پھر یہ بھی ہے کہ امام ابن معینؒ کے ہاں وہ شخص ثقہ بھی نہ ہو سچا بھی نہ ہوں پھر بھی ان احادیث کو مقبول سمجھ کر لیں؟؟ بلکہ امام محمدؒ سے مروی احادیث پر امام ابن معینؒ نے عمل کر کے یہ ثابت کر دیا کہ ان میں کوئی سقم نہیں۔ اب آپ خود فیصلہ فرمائیں کہ امام ابن معینؒ نے کیسے امام محمدؒ پر جرح کی ہے۔ ہاں یہ جرح متعصب شوافع کی

---

(۱) ان کی ولادت [۱۵۸ھ] میں ہوئی۔ صحیح بخاری، صحیح مسلم، سنن اربعہ کے راوی ہیں؛ ائمہؒ نے ان کو الامام، الحافظ، الجھبذ، شیخ المحدثین، احد الاعلام، الائمہ فی الحدیث، حجۃ الاسلام، ثقۃ، حافظ، مشھور، امام الجرح والتعدیل قرار دیا ہے۔ وفات [۲۳۳ھ] سیر اعلام النبلاء ج۸ ص۴۴، ص۵۳، تذکرۃ الحفاظ ج۲ ص۱۴، ۱۵، العبر ج۱ ص ۲۰۶، تقریب لابن حجر ج۲ ص۶۶۷ وغیرہ (۲) فضائل ابی حنیفہ ص۱۱۸، ۱۱۹ وسندہ صحیح، اخبار ابی حنیفۃ واصحابہ ص۱۲۵ وسندہ وسط، تاریخ بغداد ج۲ ص۷ وسندہ وسط، ص۱۰ وسندہ صحیح، معرفۃ الرجال ج۱ ص۱۵۵ رقم ۸۵۴ وسندہ صحیح، الجواہر المضیۃ ص۳۲۳، اسماء الرجال ج۲ ص۳۵۸ وغیرہ

(۳) تذکرہ الحفاظ ج۲ ص۱۵ وغیرہ

(۴) الحدیث ش۷ ص، ش۵۵ ص۱۳ (۵) الرواۃ الثقات ص۸۰، سیر الاعلام النبلاء ج۸ ص۵۳

کارستانی ہے۔

جواب (۲): جہمی اور کذاب کے الفاظ کو امام محمدؒ پر امام ابن معینؒ کی طرف سے چسپاں کرنا یقیناً شوافع حضرات کا کام ہے، امام ابن معینؒ کی کتب میں یہ الفاظ منقول ہی نہیں۔ ان کی کتب میں صرف "لیس بشئی" کے لفظ ہیں۔ (۱)

قارئین عظام! ایک اور بات بھی ہم آپ کے نظر گزار کرانا ضروری تصور کرتے ہیں کہ "لیس بشئی" کے لفظ بعض دفعہ امام ابن معین حنفیؒ، قلیل الحدیث پر بھی بولتے ہیں تو اس سے ضعیف ہی مراد لینا بغض وعناد کا ثبوت دینا ہے۔ (۲)

خلاصہ یہ نکلا یہ امام محمد بن حسن الشیبانیؒ، دیگر ائمہ کی طرح امام ابن معینؒ کی نظر میں بھی ثقہ اور صدوق ہیں۔

جواب (۳) یہاں اس بات کو بھی ملحوظ رکھا جائے کہ امام ابن معینؒ تو خود اصحاب الحدیث کو امام ابوحنیفہؒ اور اصحاب ابی حنیفہ کے متعلق زیادتی کرنے والا قرار دے رہے ہیں (۳) تو یہ کیسے ہوسکتا ہے کہ خود بھی زیادتی کریں اور اصحاب الحدیث کو مفرطین (زیادتی کرنے والے) کا طعنہ بھی دیں۔

دوسری بات خود غیر مقلدین کے گھر کی گواہی ہے کہ ناصر الدین البانی غیر مقلد نے کہا ہے "الضعفاء الکبیر للعقیلی کا نسخہ مطبوعہ تصحیف والسقط (گھسی پٹی باتوں سے بھرا ہوا ہے) وھو ملی بالسقط والتصحیف (فضول اور کم حیثیت باتوں سے لبریز ہے) (۴) تو امام ابن معینؒ کی طرف سے امام محمد بن حسن الشبانیؒ پر بھی جرح اسی کا نتیجہ ہے اس سے زیادہ کچھ نہیں ورنہ حقیقتاً محمد بن حسن الشیبانیؒ امام ابن معینؒ کی نظر میں بھی ثقہ، صادق، مقبول اور اعلم الناس ہے۔

---

(۱) التاریخ لابن معین براویۃ عباس بن محمد الدوری ج۲ص رقم ۱۷۷ مکۃ المکرّمۃ، معرفۃ الرجال لابن معین براویۃ احمد بن محمد المحرز ج۱ص۵۵ رقم ۸۵۴ دمشق، (نوٹ: عباس بن محمد الدوریؒ کے طریق سے لفظ لیس بشئی دیگر کتب میں بھی موجود ہے) الضعفاء الکبیر للعقیلی ج۴ص۵۵ دارالکتب العلمیہ بیروت، الکامل فی الضعفاء الرجال لابن عدی الجرجانی ج۷ص۲۱۸۳ دارالفکر بیروت، الصغفاء والمتروکین ج۳ص۵۰ رقم ۲۹۳۹ دارالباز مکۃ المکرّمۃ دارالکتب العلمیۃ بیروت، الجرح والتعدیلؒ ج۷ص۳۰۵ رقم ۱۲۷۹۶ دارالکتب العلمیۃ بیروت (نوٹ: امام مفضل نے عباس الدوریؒ کی متابعت تامہ کر رکھی ہے) تاریخ بغداد ج۲ص۱۱ دارالفکر بیروت

(نوٹ) لفظ لیس بشئی میں امام ابن ابی مریمؒ نے بھی متابعت کی ہے) تاریخ بغداد ج۲ص۱۱

(۲) ھدی الساری ص۵۹۵، فتح المغیث ج۱ص۱۶۱، الرفع والتکمیل ص۲۱۲   (۳) جامع بیان العلم ج۲ص۱۸۲

(۴) فہرست مخطوطات ص۴۸۷ دارالکتب الظاہرہ

(۱۴) امام بخاریؒ کے ایک اور استاد امام علی بن مدینیؒ (۱) نے امام بن حسن الشیبانیؒ کے بارے جو ارشادات فرمائے ہیں وہ بھی ملاحظہ فرمائیں: آپؒ فرماتے ہیں کہ ''امام محمد بن حسن الشیبانیؒ سچے آدمی تھے۔'' (۲)

قارئین! فیصلہ ہم آپ سے لیں گے کہ بخاری بخاری کا ڈھنڈورا پیٹنے والے آخر کیوں امام بخاریؒ کے شیوخ اور اساتذہ کرام کے فرامین کو نظر انداز کر دیتے ہیں جو امام بخاری جیسے جلیل القدر امام کے بھی شیوخ اور اساتذہ ہیں۔ جب وہ لوگ امام محمد بن حسن الشیبانیؒ کی توثیق فرما رہے ہیں اور ان کو سچا قرار دیتے ہیں۔ تو یہ (دور حاضر کے فتنہ پرور غیر مقلدین) کیوں ان کی بات ماننے سے عاری ہیں؟؟

نوٹ: امام علی بن المدینیؒ صحیح بخاری سنن ابی داود جامع الترمذی اور سنن النسائی کے بھی راوی ہیں۔

۱۵۔ امام احمد بن حنبلؒ (۳) سے امام ابراہیمؒ (۴) نے ایک مرتبہ سوال کیا کہ حضرت یہ مشکل اور پیچیدہ مسائل آپ نے کہاں سے حاصل کیے؟ امام احمد بن حنبلؒ نے ابراہیم حربیؒ کو جواباً فرمایا کہ ''میں نے یہ مشکل اور پیچیدہ مسائل امام محمد بن حسن الشیبانیؒ سے حاصل کیے ہیں۔'' (۵)

قارئین! امام احمد بن حنبلؒ جیسے عظیم المرتبت فقیہ امام بھی امام محمد بن حسن الشیبانیؒ کی علمی برتری اور فقاہت کو تسلیم کرتے ہوئے ان کی عدالت وثقاہت کو ثابت کو ثابت فرما رہے ہیں یہ بات تو خود علی زئی کو بھی تسلیم ہے کہ راوی کی عدالت وثقاہت نیک شہرت اور اچھی تعریف سے ثابت ہو جاتی ہے (۶)

؛علی زئی کے اس اصول سے بھی امام محمد بن حسن الشیبانیؒ کی عدالت وثقاہت ثابت ہوتی ہے (**والفضل ماشهدت به الاعداء**) کیونکہ ائمہ محدثین کے ہاں امام محمد بن حسن الشیبانیؒ ثقہ، صدوق ہیں۔

جاری ہے......

---

(۱) ان کی ولادت [۱۶۱ھ] صحیح بخاری ابوداود، ترمذی، نسائی وغیرہ کے راوی ہیں ائمہ نے ان کو ثقة، ثبت، امام، اعلم اهل عصره با لحديث وعلله قرار دیا ہے وفات [۲۳۴ھ] تقریب لابن حجر ج ۱ ص ۴۱۶ وغیرہ

(۲) تاریخ بغداد ج ۲ ص ۱۱، مناقب ابی حنیفۃ واصحابہ، بحوالہ مناقب کردی ج ۲ ص ۱۵۰، قواعد فی علوم الحدیث للعثمانی ص ۳۴۳ وسندہ جید

(۳) ائمہ اربعہ میں سے ہیں ان کی ولادت [۱۶۴ھ] کو ہوئی صحیح بخاری ومسلم وسنن اربعہ کے راوی ہیں ائمہ نے انکو الا حد الا ئمة، ثقة، حافظ، فقيه، حجة قرار دیا ہے وفات [۲۴۱ھ] تقریب لابن حجر ج ۱ ص ۲۰

(۴) وفات ۲۸۵ھ

(۵) اخبار ابی حنیفۃ ص ۱۲۵، تاریخ بغداد ج ۲ ص ۱۸ اسماء الرجال ج ۲ ص ۳۶۰، مناقب کردری ج ۲ ص ۱۶۰، تبییض الصحیفہ ص ۸۲، الجواہر المضیۃ ص ۳۲۳، النجوم الزاہرۃ ج ۲ ص ۱۶۴

(۶) الحدیث شمارہ ۵۵ ص ۳۷

آخر مان ہی گئے نا!!!

☆مولانا محمد رضوان عزیز

بعض علمی یتیموں کی خست کا یہ عالم ہوتا ہے کہ عقل کے استعمال میں بھی ''کفایت شعاری'' سے کام لیتے ہیں بالکل ایسے ہی فرقہ اہل حدیث پاک و ہند کا ایک خود ساختہ محقق افغان بھگوڑا زبیر علی زئی مماتی ہے۔ موصوف کا اپنے قلم کو خبثِ باطن کے اظہار کا ذریعہ بنا کر دن رات اہل السنّت والجماعت کے خلاف کیچڑ اچھالنا اس کا محبوب مشغلہ ہے مگر............

بسا اوقات بوکھلاہٹ میں یہ بیچارا اپنے مسلک والوں کو بھی ایسے ہی کاٹ کھاتا ہے جس طرح یہ اہل السنّت والجماعت کے اکابر کو کاٹ کھانے کو دوڑتا ہے جس کی زندہ مثال اس کا ''الحدیث'' نامی شمارہ ہے۔

اپنے ''الحدیث'' نامی شمارے میں اس شخص نے اپنے فرقے کی سابقہ تاریخ پر مٹی ڈالتے ہوئے اہل السنۃ والجماعۃ علماء دیو بند کے موقف کو دبے لفظوں میں تسلیم کرلیا ہے۔ ''اہل حدیث کے دو اصول، قال اللہ وقال الرسول'' مگر اس نعرہ لگانے والے تمام افراد فرقہ اہل حدیث زبیر علی زئی افغان بھگوڑے کی تحقیق میں جھوٹے اور فتنہ پرور لوگ قرار پائے ہیں۔ زبیر علی زئی مماتی افغان بھگوڑا لکھتا ہے:

''اہل حدیث کے خلاف بعض جھوٹے اور فتنہ پرور لوگ یہ پروپیگنڈا کرتے ہیں کہ اہل حدیث کے نزدیک شرعی دلیلیں صرف ''دو'' ہیں؛ قرآن اور حدیث۔ تیسری کوئی دلیل نہیں حالانکہ اہل حدیث کے نزدیک قرآن مجید، رسول اللہ کی احادیث ثابتہ اور اجماع امت شرعی دلیلیں ہیں۔'' (۱)

اپنے باطل مذہب کو مزید ڈائینا میٹ کرتے ہوئے رقمطراز ہیں: ''قرآن وحدیث سے اجتہاد کا جواز ثابت ہے، لہٰذا اجتہاد جائز ہے۔'' (۲)

مزید اجتہاد کی وضاحت کرتے ہوتے افغان بھگوڑا لکھتا ہے: ''اجتہاد جائز ہے جس کی بہت سی اقسام ہیں

☆استاذ شعبہ تخصص مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

(۱) ماہنامہ الحدیث جلد ۶ شمارہ ۱۱ نومبر ۲۰۰۹ (۲) الحدیث شمارہ نمبر ۱ ج ۶

مثلاً آثار سلف صالحین سے استدلال، قیاس اولیٰ، غیر اولیٰ اور مصالح مرسلہ وغیرہ۔(۱)

جب زبیر علی زئی نے برسوں کی ٹامک ٹوئیاں مارنے کے بعد یہ تسلیم کر ہی لیا تھا کہ ''دو اصول والی بات غلط ہے اجماع اور اجتہادِ مجتہد کے بغیر چارہ کار نہیں۔'' تو کم از کم اپنے اکابرین کو جھوٹا اور فتنہ پرور نہ کہتا اپنے بقیہ ''تحقیقی مسائل'' کی طرح یہاں بھی بات گول مول کر کے حسب عادت کتمانِ حق کر لیتا مگر جس شخص کی زہر آلود زبان اور ستم پیشہ قلم سے امام اعظم ابو حنیفہؒ اور امام محمد بن حسن شیبانیؒ جیسی جلیل القدر ہستیاں محفوظ نہ رہیں اور امت مسلمہ کے وہ بزرگ جن کی تعریف میں اس کے اسلاف خود رطب اللسان رہے وہ عظیم شخصیات اس کی دست بُرد سے نہ بچ سکیں تو ایسے بھگوڑے شخص سے کچھ بھی امید کی جا سکتی ہے؟؟؟

اگر اس شخص نے کبھی دیانت داری کا ذائقہ چکھا ہوتا تو ضرور یہ ان فتنہ پرور اور جھوٹے لوگوں کی فہرست بھی شائع کر دیتا جنہوں نے اپنے مسلک کا اوڑھنا اور بچھونا ہی'' دو اصول'' قرار دیے ہیں لیکن شاید فضیلۃ الشیخ علامہ عبدالغفار ذہبی دامت برکاتہم کی علمی مار اور صلحائے امت پر تبرابازی کی پھٹکار نے اس کے دل و دماغ بے کار کر دیے ہیں۔ چلو از رائے خیر خواہی ہم ان فتنہ پرور اور کذاب لوگوں کی نشان دہی کیے دیتے ہیں جو زبیر مالۂ زیرو کے قبیلہ کے پیشوا ہیں اور دو اصول'' قال الله و قال الرسول '' کی چادر اوڑھ کر امت مسلمہ میں اسلاف بیزاری کی تخم ریزی میں مصروف ہیں یا اپنے حصے کا فتنہ پھیلا کر مالکِ روزِ جزاء کے سامنے مجرمانہ حاضری دے چکے ہیں۔ تو لیجیے جناب! ان جھوٹے اور فتنہ پرور لوگوں کے چہرے سے ہم نقاب الٹ رہے ہیں:

1: غیر مقلدین کی نماز بنام ''صلوۃ الرسول'' میں محمد صادق سیالکوٹی لکھتا ہے: ''میں تمہیں دو چیزیں ایسی دے چلا ہوں کہ جب تک تم انہیں مضبوط پکڑے رہو گے ہرگز ہرگز گمراہ نہ ہو گے ایک قرآن مجید دوسری حدیث شریف۔''(۲)

جناب! یہی وہ آپ کے جھوٹے اور فتنہ پرور ''ملاں'' ہیں۔ جن کی ''صلوۃ الرسول'' نامی کتاب میں بولے گئے جھوٹوں کی صفائیاں دیتے دیتے آپ جیسوں کی عمریں بیت گئیں بالآخر آپ نے تو یہ کہہ کر جان چھڑائی کہ ''صرف قرآن و حدیث کو دلیل شرعی کہنے والے جھوٹے اور فتنہ پرور ہیں مگر صادق سیالکوٹی کے دل کی سیاہی سے لکھی جانے والی یہ کتاب ہزاروں لوگوں کے نامہ اعمال اب بھی سیاہ کر رہی ہے۔

---

(۱) ماہنامہ الحدیث ج ۶ ش ۱۱ نومبر ۲۰۰۹

(۲) صلوۃ الرسول ص ۴۶

زبیر علی! ہمت کرو اپنے پیروکاروں کو اس فتنہ پرور اور جھوٹے کی تحریروں سے بچاؤ۔

2: غیر مقلدین کے دوسرے محقق گوندلوی اپنی کتاب عقیدہ غیر مقلد بنام عقیدہ مسلم میں یوں گوہر افشانی فرما رہے ہیں: ''اہل حدیث قرآن وحدیث پر عمل کرنے والوں کا نام ہے۔''(۱)

گوندلوی تو اہل حدیث کی پہچان صرف قرآن وحدیث کی قرار دے رہے ہیں مگر آپ انہیں ''فتنہ پرور اور جھوٹا'' کہہ رہے ہیں؟؟ اے کاش! تم یہ بات گوندلوی کی زندگی میں کہتے مگر بھگوڑوں میں اتنی اخلاقی جرأت نہیں ہوتی صرف ہرزہ سرائی سے ہی اپنا الوسیدھا کرتے ہیں۔

3: مسلک اہل حدیث............اپنا ہر معاملہ زندگی کا ہر مسئلہ ''صرف اور صرف قرآن وحدیث سے حل کرنا سکھاتا ہے اور امرین محبین کے علاوہ کسی کو بھی قابلِ حجت نہیں مانتا اور لائق تعمیل نہیں جانتا۔''(۲)

جناب افغانی بھگوڑا صاحب! اب اپنا تھوکا کیوں چاٹ رہے ہو؟؟ ائمہ عظام کے اجتہادی اختلاف کو ہوا دے کر امتِ مسلمہ میں انتشار کے بیج بونے والو! اب ایک دوسرے کو جھوٹا اور فتنہ پرور کیوں قرار دے رہے ہو؟؟؟

4: ''تلاشِ حق'' نامی کتاب کا مصنف ارشاد اللہ مان اپنی آپ بیتی میں رقم طراز ہے اور یہ کتاب تمہارے مبشر احمد ربانی کی نظرِ ثانی کا شرف بھی حاصل کر چکی ہے۔ ارشاد اللہ مان لکھتا ہے: ''اصل آفاقی اور عالمگیر دین اسلام کا قرآن اور صحیح احادیث کی روشنی میں علم حاصل کیجیے کیونکہ یہ دونوں وحی جلی اور وحی خفی ہیں اور انہیں میں دین مکمل ہو چکا ہے۔(۳)

جناب علی زئی صاحب! آپ کے ہم مذہب، ہم مشرب، ہم نوالہ اور ہم پیالہ (پیالہ بھی وہ جس میں عرب میں بھیک مانگتے ہو) تو دین اسلام کو دو چیزوں قرآن وحدیث میں مکمل کر رہے ہیں مگر آپ کی عدالت میں یہ جھوٹے اور فتنہ پرور ہیں اور اس کتاب پر نظرِ ثانی کرنے والے مبشر ربانی کی کتابوں پر آپ مقدمے لکھتے ہیں اور کبھی تقریظیں۔ کیا جھوٹے اور فتنہ پرور آدمی کو آپ کے مذہب میں فضیلۃ الشیخ اور حفظہ اللہ اور طرح طرح کے القاب دیے جاتے ہیں؟؟؟

جاری ہے...

---

(۱) عقیدہ مسلم ص ۲۷ (۲) ہم اہل حدیث کیوں ہوئے ص ۱۴ (۳) تلاش حق ص ۳۵ طبع دار الاندلس

سینہ پر ہاتھ باندھنے کی روایات کا جائزہ

☆مولانا محمد آصف لاہوری

اس ملک میں جس طرح قرآن پاک حنفی لے کرآئیں ہیں اسی طرح نماز نبوی بھی احناف کے ذریعہ پہنچی ہے جس طرح اس ملک میں قرآن پاک قاری عاصم کوفیؒ کی قرات اور قاری حفص کوفیؒ کی روایت کے مطابق پہنچا اسی طرح نماز سیدنا امام اعظم ابوحنفیہ کوفیؒ کی تدوین کے مطابق پہنچی۔

جس طرح بعض لوگ اس قرآن کے دشمن ہو گئے اور اس کے خلاف شاذ اور مجروح بلکہ موضوع روایات تک پیش کر دیں اسی طرح فرقہ غیر مقلدین نے بھی متواتر نماز کے خلاف ضعیف اور مجروح روایات کو پیش کرنا اپنا دینی فریضہ سمجھا، جس کا نتیجہ یہ ہوا کہ امت کا ''اتحاد'' پارہ پارہ ہو گیا اور عوام میں دین بیزاری کا مہلک مرض پیدا ہو گیا۔

چنانچہ اس متواتر نماز کا مذاق اڑاتے ہوئے ایک غیر مقلد مشہور معروف عالم ''فیض عالم صدیقی'' اپنی کتاب ''اختلاف امت کا المیہ'' ص ۸۷ پر رقمطراز ہیں:

''مردوں کو ہاتھ ناف کے نیچے باندھنے چاہییں۔'' (کتب فقہ) یہاں ایک لطیفہ یاد آ گیا کہ خلفائے بنی عباس میں سے ہارون کا ایک نماز میں ازار بند کھل گیا اور اس نے سینے سے ہاتھ نیچے کر کے ازار بند سنبھال لیا، نماز سے فراغت کے بعد مقتدیوں نے حیرانی سے ہارون الرشید کے اس فعل کو دیکھا۔ قاضی ابو یوسف نے فتوی دے دیا کہ ناف کے نیچے ہاتھ باندھنا ہی صحیح ہے۔''

قارئین! اب ہم ان روایات کا تحقیقی علمی جائزہ لیتے ہیں جو اس متواتر نماز کے خلاف پیش کرتے ہیں:

''اخبرنا ابو طاهر نا ابو بكر نا ابو موسى نا مؤمل نا سفيان عن عاصم ابن كليب عن ابيه عن وائل بن حجر قال ''صليت مع رسول الله ﷺ ووضع يده اليمنى على يده اليسرى على صدره.'' (١)

(۱) صحیح ابن خزیمہ ج ا ص ۲۴۳

1: اس روایت کے بارے میں فرقہ غیر مقلدین کے محقق علامہ ناصر الدین البانی لکھتے ہیں:

"اسناده ضعیف "اس کی سند ضعیف ہے۔(۱)

2: فرقہ غیر مقلدین کے ایک اور عالم ابو عبد السلام عبد الرؤف بن عبد الحنان اپنی کتاب "القول المقبول فی شرح وتعلیق صلوٰۃ الرسول" میں اس حدیث کے بارے میں لکھتے ہیں:

"یہ سند ضعیف ہے کیونکہ مؤمل بن اسماعیل "سیئ الحفظ" ہے: جیسا کہ ابن حجرؒ نے تقریب میں (۲۹۰/۲) میں کہا ہے، ابو زرعہؒ نے کہا ہے کہ "یہ بہت غلطیاں کرتا ہے، امام بخاریؒ نے اسے "منکر الحدیث" کہا ہے، ذہبیؒ نے کہا ہے کہ "یہ حافظ عالم ہے مگر غلطیاں کرتا ہے۔"(۲)

تبصرہ: امام بخاریؒ فرماتے ہیں: "كل من قلت فيه منكر الحديث فلا تحل الرواية عنه."(۳)

جس کو میں "منکر الحدیث" کہہ دو اس سے روایت حلال نہیں ہے۔

گویا کہ امام بخاریؒ کے نزدیک (بقول فرقہ غیر مقلدین) یہ روایت بیان کرنا جائز نہیں پھر بھی اس روایت کو پیش کرنا بڑی جسارت ہے اس کو فرقہ واریت کے سوا اور ہم کیا کہیں؟؟؟

3: مشہور غیر مقلد عالم علامہ مبارکپوری اپنی کتاب "ابکار المنن" میں رقمطراز ہیں: "جس روایت کے اندر "مؤمل" ہو، وہ ضعیف ہوتی ہے۔"(۴)

4: متعصب غیر مقلد زبیر علی زئی نے بھی اس روایت کو ضعیف تسلیم کیا ہے؛ چنانچہ وہ لکھتا ہے:

"یہ روایت مؤمل کی وجہ سے ضعیف نہیں بلکہ "سفیان الثوری" کی تدلیس کی وجہ سے ضعیف ہے۔"(۵)

"والحق ما شهدت به الاعداء."

نیز زبیر علی لکھتا ہے: "لہٰذا سفیان ثوریؒ (جو کہ ضعفاء اور مجاہیل سے تدلیس کرتے تھے) کی یہ معنعن (عن والی) روایت ضعیف ہے۔"(۶)

سینہ پر ہاتھ باندھنے والی روایت میں بھی سفیان ثوریؒ "عن" سے روایت کر رہے ہیں، تو یہ بھی ضعیف ہوئی۔

---

(۱) صحیح ابن خزیمہ ج ۱ ص ۲۴۳ حاشیہ ۴۷۹ المکتب الاسلامی
(۲) میزان ۲۲۸/۴، القول المقبول ۳۴۰
(۳) میزان الاعتدال ج ۱ ص ۶
(۴) ابکار المنن ص ۱۰۹
(۵) نماز میں ہاتھ باندھنے کا حکم اور مقام ص ۲۰
(۶) نور العینین ص ۱۲۷

اپنی دوسری کتاب میں زبیر علی زئی لکھتا ہے:

''واضح رہے کہ ثقہ مدلس کی روایت بخاری و مسلم کے علاوہ ''عن'' کے ساتھ ہو، تو ضعیف ہوتی ہے۔''(۱)

میری تمام غیر مقلدین سے گزارش ہے کہ متواتر نماز کے خلاف اس ضعیف و مجروح روایت کو پیش کرنا چھوڑ دیں اگر کوئی صحیح حدیث ہے تو پیش فرمائیں ورنہ کہہ دیں کہ ہمارا مقصد عمل بالحدیث نہیں بلکہ متواتر نماز اور فقہ حنفی کی مخالفت ہے اور بس۔

5: فرقہ غیر مقلدین کے ایک اور مشہور عالم ''عبدالرحمٰن خلیق'' اپنی کتاب میں ایک حدیث پر جرح کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''اس سند میں ایک راوی ''عاصم بن کلیب'' ہے، باتفاق کبار محدثین سخت درجہ کا ضعیف راوی ہے۔''(۲) سینہ پر ہاتھ باندھنے والی روایت مذکورہ میں بھی یہی ''عاصم بن کلیب'' ہے، جو کہ بقول غیر مقلدین سخت درجہ کا ضعیف راوی ہے۔

خلیق صاحب کو لکھنا چاہیے تھا کہ یہ جب احناف کی دلیل میں آئے تو ضعیف ہوگا جب غیر مقلدین کی دلیل میں ہو تو ثقہ باتفاق ہے تاکہ وَيْلٌ لِّلْمُطَفِّفِيْنَ الَّذِيْنَ إِذَا اكْتَالُوْا عَلَى النَّاس...... پر مکمل عمل ہو جاتا۔

(۱) تسہیل الوصول الی تخریج وتعلیق صلوۃ الرسول ص ۲۱۰

(۲) بارہ مسائل ص ۳۹/۳۸

دو مثالیں......چار حملے

(ادارہ)

قارئین! متکلمِ اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ کے دورہ سندھ سے واپسی پر قاتلانہ حملے کی اطلاع تو سب کو ہوگی اللہ نے اپنی امان میں رکھا، جبکہ ڈرائیور کو (۲) دو گولیاں لگیں (اللہ ان کو شفایابی سے ہم کنار فرمائے) لیکن عنوان مذکور میں یہ حملہ مراد نہیں بلکہ ایک اور ''حملہ'' ہے، وہ کیا ہے؟ آیئے! ذرا تفصیل سے دیکھتے ہیں:

فرقہ اہل حدیث کے ترجمان ''الحدیث'' شمارہ نمبر ۶۷ کے صفحہ ۵ پہ عنوان قائم کیا گیا: ''گھمن اور ترویجِ اکاذیب: دو مثالیں'' ان دو مثالوں میں قلم کی دھار سے چار لوگوں پر حملہ کیا گیا، ان کے نام یہ ہیں:

☆ بیر زطن ہندی ☆ امام حاکم ☆ امام ذہبی ☆ مولانا محمد الیاس گھمن

لیکن! ''جسے اللہ رکھے اسے کون چکھے'' جیسے باری تعالیٰ نے قاتلانہ حملے سے بچایا ایسے ہی قلم کی دھار سے بھی محفوظ رکھا۔ تفصیل سے قبل اپنے قارئین سے ایک سے گزارش کرتا چلوں کہ ''حملے'' کا سبب متکلم اسلام مولانا محمد الیاس گھمن کی مایہ ناز تصنیف ''فرقہ اہلحدیث پاک و ہند کا تحقیقی جائزہ'' ہے اس کتاب نے جس طرح باطل کے خرمن پہ بجلیاں گرائی ہیں اس کا اندازہ لگانا بہت مشکل ہے علماء عوام الناس اور غیر مقلدیت سے ڈسے انسانوں نے اس کو ہاتھوں ہاتھ لیا اور چوتھے مہینے میں تیسرا ایڈیشن چھپنے کو تیار ہے۔ کتاب مذکور میں ایک جگہ درج ہے کہ ''ہندوستان کے ایک راجہ نے آنحضرت ﷺ کی خدمت میں زنجبیل کا تحفہ بھیجا......'' اس عبارت میں ''الحدیث'' میں تین حکم لگائے گئے ہیں: (۱) علی بن زید بن جدعان ضعیف ہے۔ (۲) عمرو بن حکام، جمہور محدثین کے نزدیک ضعیف و مجروح ہے۔ (۳) یہ روایت منکر ہے۔

نمبر وار جواب ملاحظہ فرمائیں:

1۔ علی بن زید بن جدعان (المتوفی ۱۳۱ھ) یہ صحیح مسلم کا راوی ہے

اس کی حدیث امام مسلم نے اپنی صحیح میں نقل کی ہے۔

2۔عمرو بن حکام کے بارے ابن عدیؒ کی تصریح موجود ہے کہ ان کی احادیث لکھی جاتی تھیں (۱) یہاں ''طاعنین'' کو امام ابن مہدیؒ، امام یحییٰ بن القطانؒ، امام احمد بن حنبلؒ، امام یحییٰ بن العنبریؒ، امام حاکمؒ، امام بیہقیؒ وغیرہ محدثین حضرات کی اس بات کو قطعاً نظر انداز نہیں کرنا چاہیے کہ تفسیر، فضائل اعمال، ثواب وعقاب مباحات، دعوات، مغازی وسیر اور ترغیب وترہیب، تشدید وترخیص میں تساہل ہوتا ہے سیر ومغازی (یعنی تاریخ) میں تساہل ہے۔(۲)

3۔اس واقعہ مذکورہ کو خود امامِ حاکم نے بھی تسلیم کیا ہے۔(۳)

ہاں! اگر امامِ حاکم کے حوالے سے لکھنا کذب کی ترویج ہے تو یہ الزام امام حاکمؒ پر لگائیں اور ایک عنوان یہ بھی قائم کریں ''حاکم اور ترویج اکاذیب اور الحدیث کے قارئین کے لیے اس کی دو مثالیں بھی تحریر فرمادیں بہرحال! حضرت شیخ محمد الیاس پر یہ الزامِ محض ہے، جس کی حقیقت ''گوزِشتر'' جتنی بھی نہیں۔

دو جھوٹ: ایک مثال

متکلمِ اسلام مولانا محمد الیاس گھمن حفظہ اللہ نے جس حدیث کا حوالہ دیا وہ حدیثِ ابی سعید الخدریؓ ہے جو مرفوع ہے اس میں یہ الفاظ ہیں ''**اھدی ملک الھند** ...... **الحدیث** جبکہ ''الحدیث'' کے الزام کے مطابق امام ذہبی نے اس کو منکر قرار دیا ہے۔

قارئین! امام ذہبیؒ کی میزان الاعتدال میں ج ۳ ص ۲۴۷ میں جو الفاظ ہیں وہ یہ ہیں: '' **اھدی ملک الروم الی رسول** ﷺ...... **الحدیث قلت ھذا منکر من وجوہ**'' یعنی روم کے بادشاہ نے آپ ﷺ کی طرف بھیجا...... اس کے بارے میں امام ذہبی نے فرمایا کہ یہ کئی وجوہ سے ''منکر'' ہے۔

''ہند'' اور ''روم'' الگ الگ سلطنتیں ہیں۔ کبھی دنیا کے نقشے (**world map**) پر نظر کر لی جاتی اور اس بات کو بھی سمجھنے کی تکلیف فرمالی جاتی کہ ''روم'' الگ ہے اور ''ہند'' الگ۔ تو یہ جھوٹ بولنے کی ضرورت ہی پیش نہ آتی۔ الحدیث کے قارئین سے درخواست کہ وہ ذمہ داران الحدیث کو ''روم'' اور ''ہند'' کا فرق بتلادیں تا کہ ان کو خفت نہ اٹھانی پڑے اور وہ جھوٹ سے بھی بچ سکیں۔ اس پہ بھی آپ کو معلوم

---

(۱) الکامل لابن عدی ج ۱ ص ۱۷۸۸، میزان لذہبی ج ۳ ص ۲۴۷)

(۲ دلائل النبوۃ ج ۱ ص ۳۲، ۳۳ میزان لذہبی ج ۱ ص ۴۲۷، مستدرک حاکم مع التلخیص ج ۱ ص ۶۶۶ الاسماء والصفات ج ۲ ص ۱۶۰، الکفایہ ص ۱۳۴، الترغیب والترہیب ص ۲۹۰ فتح المغیث ص ۱۲۰ وغیرہ

(۳) مستدرک للحاکم ج ۲ ص ۱۵۰ رقم ۱۹۰

ہوگیا کہ "هذا منكر" کی جرح امام ذہبی نے " اهدى ملك الروم" پر فرمائی ہے نہ کہ متکلم اسلام کی پیش کردہ "اهدى ملك الهند" پر۔ جبکہ الحدیث کے مضمون نگار نے معاملہ الٹ پلٹ کر دیا۔

حضرت بیرزطن الھندیؒ پر حملہ: حضرت شیخ گھمن زید مجدہ نے اپنی کتاب میں لکھا ہے کہ تاریخی روایات میں جماعت صحابہ کے اندر بعض ہندی مسلمانوں کا تذکرہ بھی ملتا ہے۔ مثلاً حضرت بیرزطن الھندی...... قارئین! غیر مقلد کا گھٹیا جملہ ملاحظہ فرمائیں، لکھتے ہیں: چھٹی صدی اور ساتویں صدی کے خواجہ رطن یا رتن ہندی کا صحابی ہونا قطعاً ثابت نہیں ہے، بلکہ حافظ ذہبیؒ نے کہا "رتن" شیخ دجال تھا۔ چھٹی صدی کے بعد ظاہر ہوا اور صحابی ہونے کا دعوی کیا۔

ہم دعا لکھتے رہے، وہ دغا پڑھتے رہے
ایک نقطے نے محرم سے مجرم بنا دیا

قارئین! متکلمِ اسلام مولانا محمد الیاس گھمن زید فضلہ نے بیرزطن الھندی کا حوالہ دیا ہے جو (الاصابہ لابن حجر ج۱ ص ۱۹۷ رقم الترجمہ ۷۸۹ کے تحت) موجود ہے جبکہ الحدیث کے عائد کردہ الزام میں موجود "رتن ہندی" ہے۔ جو (الاصابہ لابن حجر میں ج۱ ص ۵۳۷ اور ایک نسخہ میں ج۱ ص ۶۰۸ کے رقم الترجمہ ۲۷۶۱) موجود ہے۔ "کجا مشرق! کجا مغرب" جناب رتن ہندی کو واقعی دجال کذاب کہا گیا لیکن...... متکلمِ اسلام محمد الیاس گھمن زید کرمہ کی پیش کردہ شخصیت "رتن ہندی" نہیں بلکہ بیرزطن الھندی ہے اور یہ دونوں الگ الگ شخصیات ہیں۔ کہتے ہیں نا "کہیں کی اینٹ، کہیں کا روڑا بھان متی نے کنبہ جوڑا"

ایک تیر تین شکار: "الحدیث" نے متکلمِ اسلام مولانا محمد الیاس گھمن پر الزام لگایا ساتھ بیرزطن ہندی کو بھی معاف نہیں کیا اور امام ذہبی کی طرف بھی جھوٹ کی نسبت کی گویا ایک تیر، تین شکار کرنے چلے تھے۔ کیا پتا تھا کہ "دام میں صیاد خود ہی آجائے گا" دوسروں کو جھوٹا بناتے بناتے خود جھوٹے بن بیٹھیں گے ؟؟ آخر میں جناب علی زئی سے گزارش ہے کہ اپنے مضمون نگاروں کی تحریر کو دیکھ لیا کریں۔ جو غیر تحقیقی ہوں یا جھوٹ پر مبنی ہوں جس کی نئی مثال "گھمن اور ترویج اکاذیب: دو مثالیں" ہے اسے شائع نہ کیا کریں...... ہاں! اگر جناب علی زئی نے یہ "کارنامہ" خود انجام دیا تو پھر قارئین آپ بتلائیں کہ ہم کیا کہیں......؟؟؟

ملفوظاتِ اوکاڑوی ؒ

☆مولانا محمد علی ڈیروی

حضرت اوکاڑوی ؒ نے فرمایا: ''آج کل غیر مقلدین اپنے آپ کو''اہلحدیث'' کہتے ہیں۔اس ملک میں انگریز کے دور سے پہلے نہ منکر حدیث کا فرقہ تھا نہ منکرین فقہ،انگریز کے دور میں یہ دونوں فرقے پیدا ہوئے۔منکرین حدیث نے اپنا نام''اہل قرآن'' رکھ لیا اور منکرین فقہ نے''اہل حدیث'' جبکہ انگریز کے دور سے پہلے''اہل قرآن'' حافظ قرآن کو کہتے تھے نہ کہ ''منکر حدیث'' کو اور اہل حدیث ''محدث'' کو کہتے تھے نہ کہ ''منکر فقہ'' کو۔اہل قرآن اور اہل حدیث دو علمی طبقے تھے اہل صرف،اہل نحو،اہل منطق وغیرہ نہ کہ مذہبی فرقے۔

اب اہل قرآن کہتے تو یہ ہیں کہ قرآن کامل کتاب ہے،ہم زندگی کے تمام مسائل کا حل صرف قرآن سے لیتے ہیں۔مگر وہ آج تک نماز اور نماز جنازہ کا طریقہ بھی صرف قرآن سے ثابت نہیں کر سکتے ان کے عمل بالقرآن کا مطلب دین میں قرآن کا نام لے کر جھوٹ بولنا،حدیث کا انکار کرنا،محدثین کو برُا بھلا کہنا ہے اسی طرح غیر مقلدین کے اہل حدیث ہونے کا مطلب فقہ کا انکار،اجماع امت اور قیاس شرعی کا انکار ،مجتہدین کے اجتہاد کو''کارِ ابلیس'' کہتے ہیں اور مقلدین اہل السنۃ والجماعۃ کو مشرک کہتے ہیں

عوام کو یہ کہہ کر دھوکہ دیتے ہیں کہ ہم صرف قرآن وحدیث کو مانتے ہیں مگر صرف قرآن وحدیث سے نہ اپنی مکمل نماز آج تک ثابت کر سکے،نہ نماز جنازہ۔

حدیث کا نام لے کر جھوٹ بولتے ہیں اور فقہاء کے خلاف بدگمانی پھیلانے اور بدزبانی کرنے کا نام''اہلحدیث'' رکھا ہے۔ایسے لوگ اہل السنۃ والجماعۃ سے خارج ہیں قرآن پاک سے ان کے حصہ میں صرف متشابہات آئی ہیں اور احادیث سے صرف متعارضات۔

جن احادیث کے موافق خلفائے راشدین اور جمہور صحابہ کا عمل ہے ان کو صرف احناف کی ضد سے ضعیف

☆ناظم مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

کہتے ہیں جن احادیث پر خلفائے راشدین اور جمہور صحابہ کا عمل نہیں بلکہ دور صحابہ تابعین میں ان پر عمل کرنے والے پر انکار رہوا ان کو صحیح کہتے ہیں جو احادیث قرآن وسنت کے خلاف ہوں ان پر عمل کر کے سنتوں کو مٹاتے ہیں۔''(۱)

حضرت اوکاڑویؒ نے فرمایا: ''رسول اقدس ﷺ نے فرمایا تھا کہ ''لوگ آپ کے سامنے احادیث پیش کریں گے ان میں جو احادیث کتاب اللہ اور میری سنت کے موافق ہوں ان کو قبول کرنا اور جو احادیث کتاب اللہ اور میری سنت کے موافق نہ ہوں وہ قبول نہ کرنا۔''(۲)

حضرت اوکاڑویؒ نے فرمایا: ''وہ (غیر مقلد) چاروں اماموں میں سے کسی کی تقلید نہیں کرتے محض اپنے نفس کی بات مانتے اور حدیث نفس کے پابند ہیں بلکہ ائمہ اربعہ کو دین کے ٹکڑے کرنے والے قرار دیتے ہیں اپنی کم فہمی کا نام قرآن وحدیث رکھا ہے قرآن وحدیث کی تشریحات اپنی نفسانی خواہشات کے موافق کرتے ہیں جو ان کی غلط تشریح کو نہ مانے اسے خدا اور رسول کا منکر قرار دیتے ہیں۔''(۳)

حضرت اوکاڑویؒ نے فرمایا: ''ایک مجلس کی تین طلاق میں وہ (غیر مقلدین) تمام ائمہ اہل السنۃ کے خلاف شیعوں کے طریقہ پر چلتے ہیں۔اس عورت کو گھر میں رکھ لیتے ہیں جو ساری عمر بدکاری کرتے ہیں حضرت پیران پیر سید عبدالقادر جیلانیؒ فرماتے ہیں کہ تین طلاق کے بعد بیوی کو رکھ لینا یہود کا طریقہ تھا ان سے روافض نے لیا (غنیۃ الطالبین) اب اس کو غیر مقلدین نے اپنا لیا ہے۔''(۴)

Settings\Rizwan\Desktop\modudeat.jpg not found.

(۱) تجلیات صفدر ج ۷ ص ۳۸۵۔۳۸۴
(۲) الکفایہ فی علوم الروایۃ بحوالہ تجلیات صفدر ج ۷ ص ۳۸۵
(۳) تجلیات صفدر ج ۷ ص ۳۸۵
(۴) تجلیات صفدر ج ۷ ص ۳۸۶

چھوٹے میاں! سبحان اللہ

☆مولانا محمد محمود عالم صفدر اوکاڑوی

حق جل شانہ نے ہر دور میں اہل باطل کی تلبیسات واکاذیب کا بھانڈا راستے میں پھوڑنے کیلئے مسلک حقہ کو رجال کار عطا فرمائے ہیں، انہی رجال امت میں سے رئیس المناظرین، فاتح غیر مقلدین، حجۃ اللہ فی الارض حضرت مولانا محمد امین صفدر اوکاڑویؒ کی ذات قدسیہ والا صفات بھی تھی۔ آپ نے باطل کے تمام گروہوں اور فرقوں کو پے در پے شکستیں دے کر حق کے جھنڈے کو بلند کیا۔ آپ کا روئے سخن اگرچہ ہر قسم کے باطل کی طرف ہوتا تھا مگر خاص کر آپ نے فتنہ غیر مقلدیت کا ایسا تعاقب فرمایا کہ انکے بڑوں بڑوں کو چھٹی کا دودھ یاد آ گیا۔ آپ جب تک عالم دنیا میں رونق افروز رہے اس وقت تک تو کسی باطل کی جرات آپ کے سامنے آنے کی نہ ہوتی تھی جب آپ مسلک حقہ اہل السنّت والجماعت کی وکالت اور دفاع کی ذمہ داری پوری کر کے عالم آخرت کے سفر پر روانہ ہوگئے تو کچھ اہل بدعت نے سر اٹھانا شروع کیا۔

فتنہ غیر مقلدیت کے ایک ''کذاب'' قسم کے نام نہاد ''محقق'' نے حضرتؒ پر کیچڑ اچھالنا شروع کیا اور دجل وتلبیس، قطع وبرید سے کام لے کر آپ کو متہم بالکذب کرنے کی ناکام جسارت کی، برادر مکرم محقق وقت امام فن اسماء الرجال علامہ عبدالغفار ذہبی زید مجدہ العالی نے سہ ماہی مجلّہ ''قافلہ حق'' میں اس کے سو(۱۰۰) جھوٹ لکھ کر اس کا علمی پندار خاک میں ملا دیا اور آج تک سکوت مرگ طاری ہے، انشاء اللہ تا قیامت طاری رہے گا۔ زبیر علی زئی کے بعد اس کے ایک شاگرد یا ہم ذہن زبیر صادق آبادی نے سستی شہرت حاصل کرنے کیلئے امام المحدثین حضرت اوکاڑویؒ کے بارے میں یہ باور کرانے کے لیے کہ آپ معاذ اللہ دورخ رکھتے تھے ایک مضمون لکھا ''ماسٹر امین کی دورخی'' ہمیں پہلے سے جو یقین تھا کہ غیر مقلدین میں انصاف نام کی کوئی چیز نہیں ہے اور ان کا اوڑھنا بچھونا جھوٹ، کذب وفراڈ ہے، اس مضمون کو دیکھ کر اس کا یقین مزید پختہ ہوگیا۔

☆استاذ شعبہ تحقیق مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

زبیر صادق آبادی نے اپنے علاقہ کے نام کا پاس بھی نہ کیا۔ رئیس المناظرین غیر مقلدین کے معروف مصنف جس کی نماز پر ان کے چھوٹوں اور بڑوں سب کو ناز ہے اس میں ان کے جھوٹ ثابت کرنے کے بعد فرمایا کرتے تھے جن کے ''صادق'' کا یہ حال ہے ان کے ''کاذب'' کا کیا حال ہوگا؟؟؟

بندہ کہتا ہے جن کے ''صادق آبادی'' کا یہ حال ہے ان کے ''کاذب آبادی'' کا کیا حال ہوگا؟؟؟

قیاس کن از بہار مراخزاں مرا

زبیر نے بندہ کے بارے میں لکھا ہے: ''ماسٹر امین نے اپنے ایک بھتیجے محمد محمود عالم صفدر کی تربیت کی وہ بھی ماسٹر امین کی بولی بولنے لگا ہے اور اس نے بھی اہل حدیث کے خلاف ایسی گندی زبان استعمال کی ہے جس کو یہاں نقل تو نہیں کیا جا سکتا البتہ تفصیل کے لیے دیکھئے (۱)

بندہ بحمد اللہ رئیس المناظرین کی خدمت عالی میں تقریباً پانچ سال رہا ہے میں چونکہ اس وقت چھوٹی کتابیں پڑھتا تھا اس وجہ سے حضرتؒ سے تخصص کے اسباق تو نہ پڑھ سکا البتہ بعد عصر و عشاء وغیرہ آپ سے استفادہ کا موقع ملتا رہا۔ آج جو دین کی خدمت ہو رہی ہے، یہ اسی کا فیض ہے۔

چھوٹے میاں نے ''فتوحاتِ صفدر'' کا حوالہ نقل نہیں کیا اس لئے کہ وہ بخوبی جانتا تھا اگر میں نے ساری عبارت نقل کر دی تو تمام ارباب عقل و دانش کا بیک زبان یہی فیصلہ ہوگا کہ اس میں تو کوئی گندی زبان نہیں ہے نیز وہ عبارت میری بھی نہیں ہے بلکہ معروف عالم دین شیخ الحدیث حضرت مولانا فضل الرحمٰن دھرم کوٹی مازالت شموس فیوضہ بازغة علینا کی ہے۔ محقق اور مدقق عالم دین ہیں صاحب کشف و کرامات بزرگ ہیں آپ نے ایک رسالہ اہل حدیث یا شیعہ لکھا اس وقت خطرہ تھا کہ رسالہ نایاب نہ ہو جائے بندہ نے آپکی اجازت سے اسے فتوحاتِ صفدر کی جلد سوم کے حاشیہ میں نقل کر دیا۔ اب الحمد للہ ''اتحاد اہل السنۃ'' کی طرف سے چھپ کر تقریباً چار ایڈیشن اس کے ختم ہو چکے ہیں۔

قارئین سے التماس ہے کہ اس رسالہ کا ضرور مطالعہ فرمائیں۔ حضرت نے اس میں فرمایا: ''قاضی شوکانی زیدی شیعہ تھا اور اس کی پارٹی نیم شیعہ۔'' محدث پانی پتیؒ لکھتے ہیں ''اور اقوال شوکانی قاضی زیدیہ کے نقل کرتے ہیں۔'' (۲)

اور زیدی شیعوں کو فقہ عالمگیری میں کافر لکھا ہے:

---

(۱) فتوحات صفدر ج ۳ ص ۱۵۲ حاشیہ، الحدیث شمارہ ۶۴ ص ۱۹　　(۲) کشف الحجاب ص ۱۱

”ویجب اکفا رالزیدیة کلھم فی قولھم با نتظا ر نبی من العجم ینسخ دین نبینا سیدنا محمد ﷺ۔“(۱)

”یعنی تمام زیدی شیعوں کو کافر قرار دینا واجب ہے ان کے اس قول کی وجہ سے کہ عجم میں سے ایک نبی اٹھے جو ہمارے نبی سیدنا حضرت محمد ﷺ کے دین کو منسوخ کر دے گا۔“ جماعت غیر مقلدین کا بانی زیدی شیعہ کا شاگرد تھا اور خود بھی شیعہ ہو گیا تھا اور زیدی شیعہ کو کافر کہنا واجب ہے لہذا جماعت غیر مقلدین کو اہل حق میں سے کیسے کہا جا سکتا ہے؟؟؟؟ نہ ہی ان کو اہل السنۃ سمجھا جا سکتا ہے کیونکہ یہ خود اہل السنۃ کہلوانا پسند نہیں کرتے، ورنہ یہ اپنا نام اہل حدیث نہ رکھتے اس لیے ان کو نرم سے نرم الفاظ میں شیعہ یا چھوٹے رافضی کہہ سکتے ہیں ورنہ بقول قاری عبدالرحمٰن محدث ان کا کفر شیعوں سے کہیں بڑھا ہوا ہے۔

چھوٹے میاں نے یہ بھی نہ بتایا کہ یہ عبارت فتاویٰ عالمگیری کی ہے اس کی عبارت پر پانچ صد (۵۰۰) جید علماء کا اجماع ہے۔ چھوٹے میاں نے قاری عبدالرحمٰن پانی پتی جو کہ ثقہ، صدوق، متقن اور محدث تھے ان پر جھوٹا ہونے کی جرح نقل کر دی اور نقل بھی بڑے میاں سے کی

کھڑک سنگھ کے کھڑکنے سے کھڑکتی ہیں کھڑکیاں
کھڑکیو ں کے کھڑکنے سے کھڑکتا ہے کھڑک سنگھ

جاری ہے............

Settings\Rizwan\Desktop\aqida.jpg not found.

(۱)(فتاویٰ عالمگیری ص ۲۲۸۳)

(سلسلہ وار)

جماعت المسلمین کے عقائد کا تحقیقی جائزہ

☆ مولانا محمد رضوان عزیز

علماء اور مشائخ کے فتنوں، قیاسات، اجتہادات اور آراء کو شریعت کا درجہ دینا شرک ہے، شریعت ساز صرف اللہ تعالیٰ ہے لہذا حلال حرام کا فیصلہ صرف وہی کر سکتا ہے۔(۱)

مسعود احمد BSC کی تیار کردہ توحید میں اللہ کے ماسواء حلال وحرام کا اختیار کسی کو نہیں ہے؛ حالانکہ یہ ان کی انتہاء درجے کی گمراہی اور فرمانِ رسول ﷺ کی صریح مخالفت ہے۔ علماء ومشائخ کے فتاویٰ، قیاسات اور اجتہادات کو شریعت میں کیا مرتبہ حاصل ہے اس پر بعد میں گفتگو کرتے ہیں؛ فی الحال اس بات کی وضاحت ہو جائے کہ اللہ تعالیٰ نے حلال وحرام کا اختیار کسی اور کو بھی دیا ہے یا نہیں۔ حضرت مقدام بن ابوبکرؓ فرماتے ہیں:

"ان رسول ﷺ قال یوشک الرجل متکئاً علی اریکته یحدث بحدیث من حدیثی فیقول بیننا وبینکم کتاب الله عزوجل فما وجدنا فیه من حلال استحللناه فما وجدنا فیه من حرام حرمناه الا وان ما حرم رسول الله مثل ما حرم الله."(۲)

نبی کریم ﷺ نے فرمایا کہ "اللہ کے رسول کا حرام کردہ بھی ایسے ہی حرام ہے جیسے اللہ تعالیٰ کی حرام کردہ چیز۔"

مسعود احمد کے جہالت کی وادی تیہ میں آوارہ گردی کے دن ابھی ختم نہیں ہوئے کہ نام نہاد خانہ ساز توحید سے رسول ﷺ کا حلال وحرام کرنے کا منصب بھی چھن گیا، ایک طرف فرمان رسول ہے اور دوسری طرف جماعت المسلمین کے اس پیشوا کی توحید ہے۔

رہا مسئلہ یہ کہ علماء کے فتاویٰ اور اجتہادات کو شریعت میں کیا مقام حاصل ہے؟؟ تو پہلے اجتہاد فتوی اور آراء

---

(۱) توحید المسلمین ص 273 مصنفہ مسعود BSC

(۲) ابن ماجہ؛ باب تعظیم حدیث رسول ﷺ ص ۳ رقم الحدیث ص ۱۲

کی وضاحت ہو جائے تاکہ مطلوب کے سمجھنے میں آسانی ہے۔

اجتہاد: اس خاص قوت استنباط کا نام ہے جس کے ذریعے آدمی قرآن وحدیث کے خفیہ ودقیق احکام ومعانی اور رموز وعلل کو انشراح صدر کے ساتھ حاصل کر لیتا ہے کہ عام لوگوں کی یہاں تک رسائی ممکن نہیں ہوتی۔ اللہ تعالیٰ قرآن پاک میں فرماتے ہیں:

”وَإِذَا جَاءَهُمْ أَمْرٌ مِّنَ الْأَمْنِ أَوِ الْخَوْفِ أَذَاعُوا بِهِ وَلَوْ رَدُّوهُ إِلَى الرَّسُولِ وَإِلَىٰ أُولِي الْأَمْرِ مِنْهُمْ لَعَلِمَهُ الَّذِينَ يَسْتَنبِطُونَهُ مِنْهُمْ“

اس آیت مبارکہ کی تفسیر میں:

”وفی هذاالآ یة دلا لة علی وجو ب القول با لقیا س واجتها د الرا ی فی الاحکا م الحوادث.“(۱)

یعنی اس آیت مبارکہ میں نئے پیش آمدہ مسائل پر مجتہد کی طرف سے کیے جانے والے اجتہاد قیاس اور رائے کو ماننے کا حکم دیا گیا آپ ﷺ نے خود مجتہدین کو حوصلہ افزائی ہے۔ (جو پیش آمدہ غیر منصوص اجتہادی مسائل میں اجتہاد فرماتے ہیں)

جب حضرت معاذ بن جبلؓ کو نبی ﷺ نے یمن کی طرف قاضی بنا کر بھیجا تو پہلے بطور امتحان کے پوچھا: اے معاذ کس چیز کے مطابق فیصلہ کرو گے؟ حضرت معاذؓ نے عرض کیا کتاب اللہ کے مطابق۔ آپ ﷺ نے پوچھا اگر مسئلہ کتاب اللہ میں نہ ملے تو پھر؟ عرض کیا رسول ﷺ کی سنت کو دیکھ کر فیصلہ کروں گا۔ آپ ﷺ نے فرمایا اگر مسئلہ نہ کتاب اللہ میں ملے نہ سنت رسول ﷺ میں تو کس طرح فیصلہ کرو گے؟ عرض کیا ''اجتهد بالرای'' میں اپنی رائے سے اجتہاد کروں گا۔ اس پر آپ ﷺ نے مسرور ہو کر فرمایا **”الحمد لله الذی وفق رسول رسول الله بمایرضیٰ به رسوله“** ''اللہ کا شکر ہے جس نے میرے قاصد کی رائے کو اس موافق کر دیا جس سے اللہ کا رسول راضی ہے۔ (۲)

یعنی غیر منصوص اجتہادی مسئلے میں اجتہاد کرنا اللہ کے رسول کو راضی کرنے کا ذریعہ ہے اور جب مجتہد اجتہاد کرے گا تو عامی آدمی اس پر عمل کرے گا، جن میں خود اجتہاد کرنے کی صلاحیت نہیں ہے اور شریعت نے ہر ایک کو منصب اجتہاد پر بیٹھنے کی اجازت نہیں دی بلکہ اس کی کچھ شرائط ہیں۔

---

(۱) احکام القرآن ۲۔۲۶۲

(۲) ابوداؤد رقم الحدیث ۳۵۹۲، ترمذی رقم الحدیث ۱۳۲۷

"اما شرطه فانه يحوى علم الكتا ب بمعا نيه وعلم السنة بطر قها ومتونها ووجو ه معا نيها وان يعر ف وجوه القيا س."(۱)

مجتہد کے لیے شرط یہ ہے کہ اسے کتاب اللہ کے علوم پر، معانی پر دسترس حاصل ہو سنت اور علم حدیث کے مختلف طرق اور متون اور ان کے معانی کی وجوہات اور قیاس کرنے کی وجہ سے بھی واقف ہو۔

جس میں مذکورہ صلاحیت ہوگی وہ تو اجتہاد کی اہلیت رکھتا ہے مگر جس بیچارے کا مبلغ علم ہی صرف چند اردو کتب کی ورق گردانی وہ فتوی بازی کرے تو اسے زیب نہیں دیتا۔ لہذا اجتہادات کا منکر، پیش آنے والے جدید مسائل میں امت مسلمہ کو یہ باور کرانا چاہتا ہے کہ اسلام نے ان کا کوئی حال پیش نہیں کیا۔

مناسب معلوم ہوتا ہے کہ مجتہد بننے کی تمام شرائط کو بیان کر دیا جائے تا کہ اگر کسی اور کے دماغ میں شوق اجتہاد سمایا ہوا ہے تو وہ آئینہ دیکھ کر تقابل کر لے کہ آیا میں اس عظیم منصب کا اہل ہوں؟ اگر نہیں اہل تو پھر فرمان پیغمبر کے مطابق ''اہل'' لوگوں سے جھگڑنا چھوڑ دے۔

شرائط اجتہاد کو اولاً ہم دو قسموں میں تقسیم کریں گے:

1: وہ شرائط جو وہبی ہیں، کسبی نہیں۔ انہیں شرائط عامہ کہتے ہیں۔

2: وہ شرائط جو کسب سے متعلق ہیں ان امور میں محنت کرنے والے کو منصب اجتہاد تک پہنچا دیتی ہیں۔

(ا) شروط عامہ یہ تین ہیں: 1: اسلام 2: بلوغ 3: عقل

اور شروط اھلیت یعنی کسبی یہ دو قسم پر ہیں:

1: بنیادی شروط 2: شروط تکمیلیہ

بنیادی شروط: **معرفة الكتا ب؛ معر فة السنة؛ معر فة اللغة؛ معر فة مواضع الا جما ع**

شروط تکمیلیہ: **"معرفة البراءة الا صلية؛ معر فة مقاصد الشر يعه ؛ معر فة القواعد الكليه ؛ معرفة مواضع الخلاف ؛ العلم با لعر ف الجا رى فى البلاد؛ معر فة المنطق عدالة المجتهد وصلا حه ؛ حسن الطر يقه وسلا مة المسلك ؛ الور ع والعفر؛ رصا نة الفكر وجود ة الملا حظه ؛ الا فتقار الى الله والتو جه اليه با لدعا ؛ ثقته بنفسه وشها دة**

---

(۱) کنز الوصول الی معرفۃ الاصول ص ۲۷۸

الناس له با لا هليه ؛موافقة عمله مقتضى قوله."(۱)

یہ ہیں وہ شرائط جن کا عموماً ایک مجتہد میں پایا جانا ضروری ہے۔ جب اتنے سخت معیار کی کسوٹی پر پورا اتر کر کوئی مجتہد مسئلہ بتائے گا تو وہ اس کا اپنا گھڑا ہوا دین ہرگز نہ ہوگا بلکہ وہ کتاب وسنت یا اجماع امت سے ثابت شدہ ہی ہوگا، اس کو شرک قرار دینا مسعود احمد BSC کے علمی کھوکھلے پن کا منہ بولتا ثبوت ہے۔

دوسری چیز جس کو مسعودی مذہب نے شرک قرار دیا وہ فتویٰ ہے۔

آیئے! اب ذرا ملاحظہ کریں کہ فتویٰ اور مفتی کیا ہے؟

1: مفتی: وہ ہے جو اللہ کے حکم کو دلیل کے ساتھ پہچان کر خبر دے اور بعض نے کہا کہ مفتی وہ جو اللہ کی طرف اسکے حکم کی خبر دینے والا ہو یا مفتی وہ ہے جو پیش اور مسائل کی دلیل کے ساتھ شرعاً پہنچاننے پر قادر ہو(۲)

2: فتوی: جو مفتی سوال کا جواب دیتا ہے یا احکام میں سے کسی چیز کا حکم بیان کرے وہ فتوی ہے۔ اگرچہ سوال خاص نہ ہو مگر جواب فتوی کہلائے گا اور فتویٰ کا منصب اجتہاد کا منصب ہے اس لیے اکثر اصولی حضرات کہتے ہیں کہ مفتی مجتہد کو کہتے ہیں اور مستفتی اسے کہتے جو مجتہد نہ ہو۔

معلوم ہوا کہ مفتی کا منصب، عوام الناس کو اللہ تعالیٰ کے احکامات کی خبر دینا ہے اپنی طرف سے دین سازی کرنا نہیں ہے اور دین کے احکامات بتلانا اگر شرک ہے جیسا کہ مسعود کا نا مسعود گمان ہے تو منصب افتاء اجتہاد پر بیٹھ کر چودہ صدیوں سے امت کی راہنمائی کرنے والے بیک لغزش قلم مسعود شرک قرار پائے۔

Settings\Rizwan\Desktop\arupalanafn sd.jpg not found.

(۱) ارشاد الفحول ص ۲۴۹ بحوالہ الاجتہاد والتقلید فی الاسلام (۲) صفۃ الفتوی والمستفتی ص ۴ بحوالہ الاجتہاد والتقلید فی الاسلام ص ۴۶

عقیدہ عذابِ قبر کی صحیح اور غلط صورتیں (قسط 1)

☆مولانا نورمحمد تونسوی

قارئین کرام! عالم قبر و برزخ کی صحیح صورت جسے جمہور علماء اسلام نے کتاب وسنت و عقل سلیم کے سامنے رکھ کر اختیار فرمایا ہے اور اسی پر اجماع امت بھی منعقد ہوا ہے وہ یہ ہے کہ ''نکرین کے سوال کے وقت قبر میں ایک خاص قسم روح کا لوٹنا ہوتا ہے جس کی وجہ سے مردہ انسان نکرین کے سوالوں کو سمجھتا ہے پھر غلط یا صحیح جواب بھی دیتا ہے۔''

اس کے بعد یہ تعلق نسبتاً کمزور ہو جاتا ہے البتہ اس خاص تعلق کیوجہ سے مردہ انسان میں اتنا ادراک اور شعور باقی رہ جاتا ہے جس کی وجہ سے وہ قبر کی کارروائی اور اس کے رنج وراحت کو محسوس کرتا ہے۔

عذاب قبر کی اس صحیح صورت کے علاوہ دو غلط صورتیں بھی ہیں جن کی تفصیل درج ذیل ہے:

1 ابن جریر کرامی اور کرامیہ کی ایک جماعت کا عقیدہ یہ ہے کہ قبر میں جو کارروائی ہوتی ہے وہ صرف بدن پر واقع ہوتی ہے، روح کا اس سے کوئی تعلق نہیں ہوتا۔

2 ابن حزم اور ابن ہبیرہ کا مذہب یہ ہے کہ قبر کا سوال اور قبر کی کارروائی فقط روح پر ہوتی ہے روح کا جسم کی طرف اعادہ اور تعلق نہیں ہوتا۔ چنانچہ علامہ حافظ ابن حجر عسقلانیؒ شارح بخاری ان تینوں صورتوں کی تفصیل اور صحیح صورت کی ترجیح بیان کرتے ہوئے لکھتے ہیں: (ہم اختصاراً ترجمہ پر اکتفا کررہے ہیں)

ابن جریر اور کرامیہ کی ایک جماعت نے اس قصہ ''قلیب بدر'' سے استدلال کرتے ہوئے کہا ہے کہ قبر میں سوال صرف بدن پر واقع ہوتا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ اس میں اتنا ادراک پیدا فرما دیتا ہے کہ وہ سنتا ہے اور جانتا ہے اور رنج وراحت کو محسوس کرتا ہے۔ ابن حزم اور ابن ہبیرہ اس طرف چلے گئے ہیں کہ قبر کا یہ سوال صرف روح پر واقع ہوتا ہے جسم کی طرف اس کا اعادہ نہیں ہوتا اور جمہور نے ان لوگوں کی مخالفت کی

☆مدیر جامعہ عثمانیہ ترنڈہ محمد پناہ ضلع رحیم یار خاں

پس وہ فرماتے ہیں: ''روح کا کل جسم یا بعض کی طرف اعادہ ہوتا ہے جس طرح کہ حدیث میں ثابت ہے اور اگر یہ کارروائی صرف روح پر واقع ہوتی تو بدن کے لیے اس کا کوئی اختصاص نہ ہوتا اور میت کے اجزاء کا منتشر ہو جانا اس کارروائی سے مانع نہیں ہے۔ اس لئے اللہ تعالیٰ قادر ہیں کہ حیات کو بدن کے کسی جز کی طرف لوٹا دیں اور اس پر سوال واقع ہو جس طرح کہ وہ میت کے تمام اجزاء کو جمع کرنے پر قادر ہیں اور جو لوگ اس بات کے قائل ہیں کہ قبر کا سوال فقط روح پر واقع ہوتا ہے ان کو اس بات پر اکسانے والی یہ چیز ہے کہ قبر میں سوال کے وقت کبھی کبھی میت کا مشاہدہ کیا جاتا ہے اس میں اٹھا بٹھانے کا کوئی اثر نہیں ہوتا اور نہ ہی قبر میں تنگی ہوتی ہے، نہ ہی وسعت۔ اسی طرح وہ مردہ جو قبر میں دفن نہیں کیا گیا جیسے سولی پر لٹکا دیا گیا جواب ان کا یہ ہے کہ یہ اللہ کی قدرت کوئی بعید نہیں ہے بلکہ عادت میں اس کی نظیر موجود ہے اور وہ ''سونے والا شخص ہے'' پس بے شک وہ خواب میں لذت اور درد کو محسوس کرتا ہے جس کو اس کے پاس بیٹھنے والا شخص محسوس نہیں کرتا ہے کسی سے کوئی بات سن کر یا کسی بات میں فکر مند ہو کر اور اس چیز کو اس کے ساتھ بیٹھنے والا شخص یقیناً محسوس نہیں کرتا۔

تحقیق یہ غلطی ان لوگوں کو اس وجہ سے لاحق ہوئی کہ انہوں نے غائب کو شاہد پر قیاس کر لیا اور موت سے بعد والے حالات کو موت سے پہلے والے حالت پر قیاس کر لیا اور ظاہر بات یہ ہے کہ اللہ تعالیٰ نے اپنے بندوں کی آنکھوں سے، ان کے کانوں سے قبر کی کارروائی کو اس لیے مخفی اور پوشیدہ رکھا ہے تا کہ وہ اس کارروائی کو دیکھ کر مردے دفن کرنا نہ چھوڑ دیں اور انسان کے دنیوی اعضاء میں طاقت نہیں ہے کہ وہ ملکوت کے امور کا ادراک کر سکیں الا بخرق العادۃ (ہاں کبھی خلاف واقع ہو جائے تو اور بات ہے)

تحقیق جمہور کا مذہب احادیث سے ثابت ہے جیسے اللہ کے نبی کا ارشاد ہے: ''بے شک مردہ اپنے دفن کرنے والوں کی جوتیوں کی آہٹ کو سنتا ہے۔''

اللہ کے نبی ارشاد فرماتے ہیں: ''قبر کے دبانے سے مردہ انسان کی پسلیاں ایک دوسرے میں گھس جاتی ہیں۔'' اللہ کے نبی کا ارشاد ہے ''جب مردہ انسان کو ہتھوڑے سے مارا جاتا ہے تو اس کی آواز کو ثقلین (جن وانسان) کے علاوہ سب سنتے ہیں۔'' اللہ کے نبی ارشاد فرماتے ہیں ''قبر میں نکرین کے سوال کے وقت آ کر مردے کو بٹھاتے ہیں۔'' اور یہ تمام صفات اجسام انسانی کے ہیں۔

قارئین کرام! عذاب کی یہ صحیح اور غلط صورتیں حضرت مولانا مفتی محمد تقی عثمانی نے بھی تحریر فرمائی ہیں۔(۱) مزید علماء اسلام نے عذاب قبر کی اس صحیح صورت پر اجماع امت بھی نقل فرمایا ہے(۲)

پس ثابت ہوا کہ عذاب قبر کی صحیح صورت کی اس کارروائی میں روح اور جسم عنصری تعلق کی وجہ سے دونوں شریک اور حصہ دار ہوتے ہیں یہی سچ اور صواب ہے اور اسی پر امت کا اجماع ہے۔ بقیہ دونوں صورتیں غلط ہیں جیسا کہ حافظ ابن حجر نے ان دونوں صورتوں کو غلط بھی کہا ہے اور جمہور کے مخالف بھی۔ مولانا مفتی تقی عثمانی زید مجدہ نے بھی صحیح صورت کی تائید اور غلط صورتوں کی تردید فرمائی ہے بلکہ لکھا ہے: (ترجمہ پیش خدمت ہے) اسی طرح روح اور جسم کے مابین جو تعلق بہت ساری نصوص سے ثابت ہے جس کے انکار کی کسی کو گنجائش نہیں ہے۔ ایسے تعلق کا انکار گمراہی اور حق کے ساتھ جنگ کرنا ہے اور کسی اہل علم اور اہل انصاف کو جائز نہیں کہ صریحاً اس تعلق کا انکار کرے۔(۳)

جاری ہے......

(۱) تکملہ فتح الملہم ج۶ص۲۴۰

(۲) تفسیر مظہری ج۹ص۷۷، شرح عقیدہ طحاویہ ۳۳۰، نووی شرح مسلم ج۲ص۳۸۶، شفاء السقام ص۱۵۱، شرح موافق ص۱۷۶، کتاب الروح ص۷۲، ۱۵۷، ۱۵۸، ۱۴۳، ۶۲، ۶۴، ۶۷۶ اغاثۃ اللہفان ص۲۱۸، اعلام الموقعین ج۴ص۳۷۶، ۳۸۶، عینی شرح بخاری ج۷ص۱۴۷، ج۸ص۹۳، روح المعانی ج۱۱ص۵۷، لمعات شرح مشکوۃ ج۱ص۱۸۹، شرح فقہ اکبر ص۱۰۱، فتاویٰ ابن تیمیہ ج۱ص۳۵۱ ہدایہ ج۲ص۴۸۴، فتح القدیر ج۴ص۳۶۰، بحر الرائق ج۴ص۳۶۳، عمدۃ الرعایہ حاشیہ شرح وقایہ ج۲ص۲۳۱، معارف الحدیث ج۱ص۱۸۶تا۲۰۴

(۳) فتح الملہم ج۵ص۳۲

(قسط 1)

نماز میں سلام وجواب کا شرعی حکم

☆حضرت مولانا منیر احمد منور

غیر مقلدین حضرات نے اہلیت اجتہاد نہ ہونے کے باوجود ائمہ مجتہدین کی تقلید سے بغاوت وسرکشی کر کے جہاں اپنے جاہلانہ اجتہاد سے ملت اسلامیہ کے اتحاد کو پارہ پارہ کیا، وہاں چشم بددور ایسے ایسے مسائل قرآن وحدیث کی آڑ میں اختراع کیے جن کو پڑھ سن کر خود غیر مقلدین کے سر بھی شرم سے جھک جاتے ہیں اور اپنے علماء پر لعنت بھیجتے کے سواء ان کے پاس کوئی جواب نہیں ہوتا۔

ا۔کنز الحقائق ص ۶۷ عرف الجادی ص ۱۳۰ میں ہے کہ بڑے آدمی کو، اگر چہ داڑھی والا ہو عورت اپنا دودھ پلا سکتی ہے تاکہ ایک دوسرے کی طرف دیکھنے کا جواز پیدا ہو جائے۔

۲۔قرآن وحدیث میں چار بیویوں کی کوئی تحدید نہیں، اس سے زیادہ کے دلائل موجود ہیں (۱)

۳۔امام بے وضو حالت (جنابت) میں نماز پڑھادے تو مقتدیوں کو بتانا لازم نہیں، کیونکہ ان کی نماز ہو جاتی ہے لہذا ان کو نماز لوٹانے کی ضرورت نہیں۔(۲)

۴۔اگر کافر نے نماز پڑھائی پھر بتادیا کہ ”میں کافر ہوں“ تو مقتدیوں کی نماز ہوگئی (۳)

۵۔پیشانی یا پگڑی پر مسح کر لیا تو یہ کافی ہے، وضو ہو گیا۔(۴)

۶۔ناپاک جگہ پر ناپاک کپڑوں کے ساتھ یا ننگے بدن نماز صحیح ہے۔(۵)

۷۔محرمہ عورت کے اگلے پچھلے مخصوص حصہ کے ماسوا پورے بدن کو دیکھنا جائز ہے۔(۶)

۸۔رات کو پیالے میں پیشاب کرنا سنت ہے۔(۷)

اسی طرح انہوں نے ایک جاہلانہ اجتہاد یہ کیا ہے کہ سنت یہ ہے کہ خواہ جماعت کھڑی ہو، آنے والا شخص

☆امیر اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ پاکستان استاذ الحدیث باب العلوم کہروڑ پکا

(۱) عرف الجادی ص ۱۱۱

(۲) نزل الابرار ۱۰۱ (۳) نزل الابرار ص ۱۰۲ (۴) عرف الجادی ص ۱۳

(۵) بدور الاہلہ ص ۳۸، ۴۰ عرف الجادی ص ۲۲ (۶) عرف الجادی ص ۵۲ (۷) فقہ محمدی ص ۵

نمازیوں کو سلام کرے اور نماز پڑھنے والے لوگ ہاتھ کے اشارے کے ساتھ جواب دیں۔ حالانکہ پوری امت اسلامیہ میں سے کسی نے بھی نمازی کو سلام کرے اور اس کے اشارے کے ساتھ جواب دینے کو سنت نہیں کہا۔ بلکہ قرآن وحدیث میں اس کے خلاف دلائل موجود ہیں۔

دلائل ترک سلام وجواب:

امام بخاریؒ نے صحیح بخاری شریف میں ج ا ص ۱۶۲ پر عنوان قائم کیا ہے "باب لا یرد السلام فی الصلوٰۃ" (نماز میں سلام کا جواب نہ دینے کا بیان) اس کے ذیل میں دو حدیثیں نقل کیں:

ا۔ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ "میں نماز میں نبی ﷺ کو سلام کرتا آپ سلام کا جواب دیتے لیکن جب ہم (حبشہ) سے لوٹ کر آئے تو میں نے آپ کو (نماز میں) سلام کیا آپ نے جواب نہ دیا (نماز سے فراغت کے بعد) فرمایا "بے شک نماز مشغولیت ہے اگر اشارے سے جواب دیا ہوتا تو یوں فرماتے "رد علی اشارۃ" آپ نے مجھ پر اشارۃً جواب لوٹایا۔ یوں نہ فرماتے کہ جواب ہی نہ دیا، نیز سلام کا جواب خواہ زبان سے ہو یا ہاتھ سے اس مشغولیت میں فرق پیدا کرتا ہے اس لئے آپ نے جواب نہ دیا اور ابوداؤد ج ا ص ۱۳۳ میں ہے کہ حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ جب آپ ﷺ نے جواب نہ دیا تو مجھے قدیم وجدید اور قریب وبعید غم واندوہ نے پکڑ لیا سو جب آپ ﷺ نے نماز پوری کر لی تو فرمایا بے شک اللہ جو چاہتا ہے نیا حکم دیتا ہے اور بے شک اللہ تعالیٰ نے اب جدید حکم یہ دیا ہے کہ تم نماز میں کلام نہ کرو پھر آپ ﷺ نے سلام کا جواب دیا۔ توجہ طلب بات یہ ہے کہ اگر رسول اللہ ﷺ نے اشارے کے ساتھ جواب دے دیا تھا تو حضرت عبداللہ بن مسعودؓ کے اتنے پریشان اور غمگین ہونے کے کیا معنی؟ نیز آپ ﷺ نے جب اشارے سے جواب دے دیا تو نماز کے بعد جواب دینے کا کیا مطلب؟ اس سے معلوم ہو کہ آپ نے نماز کی حالت میں بالکل جواب نہ دیا تھا نہ زبان سے نہ ہاتھ کے اشارے سے۔

۲۔ حضرت جابر بن عبداللہؓ فرماتے ہیں کہ رسول اللہ ﷺ نے مجھے ایک کام کیلئے بھیجا جب واپس آیا تو میں نے آپ ﷺ کو دوبارہ سلام کیا لیکن آپ ﷺ نے جواب نہ دیا میرے دل میں اتنا غم پیدا ہوا کہ جس کو اللہ ہی جانتا ہے مجھے خیال گزرا کہ شاید رسول اللہ ﷺ مجھ پر ناراض ہیں کہ میں نے تاخیر کر دی ہے پھر میں نے تیسری بار سلام آپ ﷺ نے جواب دیا اور فرمایا سلام کا جواب دینے سے مجھے صرف

اور صرف اس بات نے روکا کہ میں نماز پڑھ رہا تھا۔ حدیث جابرؓ سے معلوم ہوا کہ رسول اللہ ﷺ نے نہ زبان سے جواب دیا تھا اور نہ اشارہ سے کیونکہ

☆ اگر آپ ﷺ اشارے کے ساتھ جواب دے دیتے تو حضرت جابرؓ غمگین نہ ہوتے۔

☆ اگر آپ ﷺ اشارے کے ساتھ جواب دیتے تو حضرت جابر دوبارہ سلام نہ کرتے۔

☆ اگر آپ ﷺ اشارہ کے ساتھ جواب دے دیتے تو دوسری مرتبہ زیادہ پریشان نہ ہوتے۔

☆ اگر آپ ﷺ اشارہ کے ساتھ جواب دے دیتے تو حضرت جابرؓ سلام کے جواب کے بعد تیسری مرتبہ اسی مجلس میں سلام نہ کرتے۔ ☆ اگر آپ ﷺ اشارے کے ساتھ سلام کا جواب دے دیتے تو یہ نہ فرماتے "انما منعنی ...... الحدیث (کہ میرے جواب دینے میں صرف اور صرف نماز ہی مانع تھی)

☆ یہ بات بھی غور طلب ہے کہ بخاری کی اسی حدیث میں ہے کہ حضرت جابرؓ نے جس نماز میں سلام کیا وہ نفلی نماز تھی چنانچہ حضرت جابر کا بیان ہے کہ آپ ﷺ اپنی سواری پر نماز پڑھ رہے تھے اور آپ کا چہرہ مبارک قبلہ کی جانب نہ تھا بلکہ مشرق کی طرف تھا کیونکہ نفلی نماز میں بڑی وسعت ہے کہ قیام کی قدرت کے باوجود بیٹھ کر پڑھنا سواری پر اشارے کے ساتھ رکوع وسجود کرنا اور غیر قبلہ کی طرف منہ کرنا جائز ہے اس کے باوجود آپ نے نفلی نماز میں حضرت جابرؓ جیسے بدری صحابی کا جواب نہ زبان سے دیا، نہ ہاتھ کے اشارے سے۔ تو فرضی نماز جس میں نفلوں جیسی توسیع بھی نہیں اس میں کیونکر جواب دیا جاسکتا ہے۔

۳۔ حضرت ابوالزبیرؒ فرماتے ہیں کہ مجھے رسول اللہ ﷺ نے اپنے کام کیلئے بھیجا واپس آیا تو آپ ﷺ نماز پڑھ رہے تھے میں نے سلام کیا آپ ﷺ نے جواب نہ دیا۔(۱)

اگر آپ ﷺ ہاتھ کے اشارے سے جواب دے دیتے تو وہ یہ نہ کہتے کہ مجھے جواب نہ دیا بلکہ یوں کہتے کہ زبان سے جواب نہ دیا۔

۴۔ حضرت ابوذرؓ کے پاس آکر ایک عامری شخص نے نماز میں سلام کیا۔ عامری کہتے ہیں آپ نے مجھے جواب نہ دیا(۲)

۵۔ سلیمان بن موسیٰؒ نے عطاء سے دریافت کیا کہ آپ نے حضرت جابرؓ سے اس آدمی کے

---

(۱) مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۴۳

(۲) مصنف ابن ابی شیبہ ج ۲ ص ۴۳

متعلق پوچھا تھا جو آپ پر اس حالت میں سلام کرے کہ آپ نماز میں ہوں پھر انہوں نے جواب دیا کہ آپ جواب نہ دیں یہاں تک کہ نماز پوری کریں، انہوں نے کہا جی ہاں!(۱)

۶۔ حضرت جابر بن سمرۃؓ سے روایت ہے ہم نے ''السلام علیکم ورحمۃ اللہ، السلام علیکم ورحمۃ اللہ'' کہا اور اپنے ہاتھ کے ساتھ دونوں طرف اشارہ کیا، آپ نے فرمایا تم کیوں اشارہ کرتے ہو اپنے ہاتھ کے ساتھ، گویا کہ سرکش گھوڑوں کی دُمیں ہیں، جب نماز کے اختتام پر ہاتھ کے ساتھ اشارہ رسول ﷺ کی ناراضگی وناگواری کا باعث ہے تو نماز کے درمیان میں ہاتھ کے ساتھ سلام کا جواب دینا کیسے درست ہوسکتا ہے؟؟(۲)

۷۔ **قولہ تعالیٰ** '' وَأَقِمِ الصَّلَاةَ لِذِكْرِي '' نماز قائم کرو میرے ذکر کیلئے۔ اسی لیے آپ ﷺ نے معاویہ بن الحکم السلمی کو نماز کی حقیقت یہ بتائی کہ نماز تسبیح وتکبیر اور قراۃ قرآن ہے، پس اگر نمازی آدمی سلام کے جواب کی طرف متوجہ ہو جائے تو یہ نماز کی وضع اور نماز کے مقصد کے خلاف ہے، نماز کا مقصد اللہ کا ذکر ہے جبکہ سلام و جواب باہمی کلام الناس ہے اگرچہ اشارۃً ہی کیوں نہ ہو۔

۸۔ حضرت زید بن ارقمؓ فرماتے ہیں: ''ہم نماز میں کلام کرتے تھے حتیٰ کہ جب **''وقوموا للہ قانتین''** والی آیت اتری تو ہمیں خاموشی کا حکم دیا گیا اور ہمیں کلام سے منع کر دیا۔ (۳) اور ہاتھ کے ساتھ جواب کا اشارہ بھی ایک لحاظ سے کلام الناس ہے کہ اس میں اشارہ کے ساتھ ایک مفہوم ادا کیا گیا ہے جس کو مخاطب سمجھ رہا ہے (۴) پر حضرت جابرؓ کا فرمان ہے **''فقال لی بیدہ ھکذا''** آپ نے مجھے ہاتھ کے ساتھ اس طرح کہا، آگے دوسری روایت میں ہے **''فقال بیدہ الی غیر الکعبہ''** آپ نے ہاتھ کے ساتھ غیر کعبہ کی طرف کہا، معلوم ہوا کہ اشارہ بھی کلام ہے اس لئے نماز میں کلام کی ممانعت کے ساتھ یہ بھی ممنوع ہوگا مگر زبان کے ساتھ بولنا حقیقتاً کلام ہے اس لیے وہ حرام مفسد صلوۃ ہے اور اشارہ حکماً کلام ہے اس لیے وہ حرام اور مفسد صلوۃ ہے اور اشارہ، حکماً کلام ہے اس لئے وہ مکروہ ہے

جاری ہے......

---

(۱) طحاوی ص ۲۹۸ — (۲) صحیح مسلم ج ۱ ص ۱۸۱

(۳) بخاری ج ۱ ص ۹۴، مسلم ص ۲۰۴ — (۴) مسلم ص ۲۰۴

(سلسلة الكذابين)

ارشادالحق اثری کے جھوٹ

☆محقق دوراں علامہ عبدالغفار ذہبی

اثری جھوٹ نمبر ۱۱: جناب ارشادالحق اثری غیر مقلد نے اپنی کتاب ''حاشیہ توضیح الکلام میں محمد بن عزیزؒ کے بارے لکھا ہے کہ (ابن شاہین) نے اس کو ''ثقہ'' کہا ہے(۱)

جبکہ حقیقتِ حال کچھ یوں ہے کہ تہذیب لابن حجر ج ۵ ص ۲۲۱ پر امام ابن شاہین نے (امام احمد بن صالح المصریؒ کے حوالہ) سے '' سیی الرای فیہ'' لکھا ہے کہ وہ اس راوی کے متعلق بری رائے رکھتے تھے۔ تہذیب کی عبارت اثری صاحب کو شرم دلا رہی ہے۔ کاش! اثری صاحب کو تھوڑی سی نصیب ہو جائے ورنہ...... ورنہ یہ جھوٹ ان کے دیگر جھوٹوں میں اضافہ کرتا ہی رہے گا۔

اثری جھوٹ نمبر ۱۲: ارشادالحق اثری نے اپنی کتاب میں امام بیہقیؒ کے حوالے سے ''ابوالولید'' کو مجہول لکھا ہے۔ جبکہ امام اہل السنۃ نے امام حاکم کے حوالے سے سیدنا عبداللہ بن شدادؓ کی کنیت ''ابوالولید'' ثابت فرمائی ہے اور امام بیہقیؒ کا رجوع ذکر کیا ہے۔ مگر اثری صاحب کی ہٹ دھرمی ملاحظہ فرمائیں کہ اس بات کو ماننے کے لیے تیار ہی نہیں کہ امام بیہقیؒ نے رجوع کیا تھا۔(۲)

جبکہ حقیقت پسندی اور منصف مزاجی یہ تھی کہ دیگر ائمہ کی تصریحات دیکھ کر غلط نظریہ ترک کر دیتے۔ مگر ...... جناب میں منصفی کہاں؟؟؟

تصریحاتِ ائمہ: ☆امام علی بن مدینیؒ، ☆امام ابو بشر دولابیؒ، ☆امام حاکمؒ، ☆امام ابو بکر خطیبؒ، ☆امام ابوالحجاجؒ، ☆امام نوویؒ اور امام ابن حجر عسقلانیؒ وغیرہ حضرات نے بھی ''ابوالولید'' کو

☆استاذ شعبہ تخصص فی التحقیق مرکز اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

(۱) حاشیہ توضیح الکلام ج ۱ ص ۱۲۶ بحوالہ تہذیب (۲) توضیح الکلام ج ۲ ص ۱۵۴، ۱۵۵، ۱۵۹

سیدنا عبداللہ بن شدادؓ کی کنیت ذکر فرمایا ہے(۱)

امام بیہقیؒ اور ابوالولیدؒ: امام بیہقیؒ نے ''معرفۃ السنن والآثار'' میں **عن ابی الولید هو عبدالله بن شداد** کی تصریح کی ہے یعنی ''ابوالولید'' ہی عبداللہ بن شدادؓ ہے اور ان سے حدیث کی بھی تخریج کی ہے(۲)

جناب اثری صاحب! جھوٹ کے اس ''سیاہ جھومر'' کو خدارا! اب تو پیشانی سے اتار پھینکیے۔

اثری جھوٹ نمبر ۱۳: جناب ارشاد الحق اثری نے لکھا ہے کہ حدیث ''**من کان له امام ...... الحدیث**'' امام ابوحنیفہؒ اس کے مرفوع بیان کرنے میں منفرد ہیں اور حفاظ کی ایک جماعت نے ان کی مخالفت کی ہے(۳)

اس مقام پر بھی اثری صاحب نے حقیقت کا خون کر کے ''کذب'' کے دامن میں جا پناہ لی ہے۔ آیئے! ذرا اصل ماجرا دیکھتے ہیں: پہلی بات تو یہ ہے کہ ☆ امام سفیان ثوریؒ، ☆ امام شریکؒ، ☆ امام طلحۃ الاسکندرانیؒ، ☆ امام حسن بن عمارۃؒ وغیرہ جلیل القدر ائمہ نے امام ابوحنیفہؒ کی مکمل متابعت کر رکھی ہے۔ تفصیل درج ذیل کتب میں موجود ہے۔(۴)

امام ابوحنیفہؒ کے علاوہ دیگر ائمہ: چلو! اگر مرسل بھی مان لیں تب بھی: ☆ امام شعبہؒ ☆ امام قیس بن ربیعؒ ☆ امام زہیر بن معاویہؒ ☆ امام جریرؒ ☆ امام ابن عیینہؒ ☆ امام ابوعوانہؒ ☆ امام زائدہؒ ☆ امام ابواسحاق فزاریؒ ☆ امام ابوخالد الدولابیؒ ☆ امام ابوالاحوصؒ وغیرہ نے اس حدیث کو ''مرفوعاً'' روایت کیا ہے۔ جو اس بات کی غمازی کرتا ہے کہ انہوں نے امام ابوحنیفہؒ کی متابعت کی ہے۔(۵)

اور اسی اثری صاحب نے خود تصریح کی ہے: ''جبکہ مرفوع روایت مرسل، منقطع، معضل بھی ہو سکتی ہے۔''(۱)

لہٰذا اثری صاحب کا اس کی بابت یہ کہنا کہ امام ابوحنیفہؒ اس میں منفرد (اکیلا) ہے اثری جھوٹ کی ایک

---

(۱) الکنیٰ والاسماء للدولابیؒ ج ۲ ص ۳۰۸، تہذیب الکمال لمزیؒ ج ۵ ص ۳۹۲، ۳۹۳ معرفت علوم الحدیث ص ۱۷۸، تاریخ بغداد ج ۸ ص ۸۳، تہذیب ج ۳ ص ۱۶۴، تقریب لابن حجر ج ۱ ص ۲۹۳ وغیرہ

(۲) معرفۃ السنن والآثار ج ۲ ص ۴۹ رقم الحدیث ۹۱۵   (۳) توضیح الکلام ص ۶۵۷ ادارۃ العلوم الاثریہ فیصل آباد ۲۰۰۵ء

(۴) مسند احمد بن منیع بحوالہ اتحاف الخیرۃ المہرۃ لبوصیری ج ۲ ص ۱۶۸، فتح القدیر لحافظ ابن الہمام ج ۱ ص ۲۳۹، شرح النقایہ ج ۱ ص ۸۳، کتاب القراۃ ص ۱۲۵ وغیرہ   (۵) کتاب القراۃ وغیرہ

اور ''ورائٹی'' ہے، جو......اب نایاب نہیں رہی۔

اثری جھوٹ نمبر ۱۴: جناب اثری صاحب کے قلم کا ایک اور ''کرشمہ'' بھی ملاحظہ فرمائیں! جناب نے لکھا ہے کہ پندرہویں حدیث جابرؓ......الغرض یہ روایت بواسطہ طلحہ صحیح نہیں اور طلحہ بھی مجہول ہے(۲)

قارئین! آپ ذرا پوچھیے اثری صاحب سے کہ یہ ''تجاہل عارفانہ'' ہے، حقیقت میں ''علم سے دوری'' ہے یا تیسری چیز اکابر سے ضد؟؟؟ جناب ذرا تکلیف فرما کر بنظر عمیق مطالعہ کیا کیجئے! حدیث جابرؓ مرفوعاً کتاب القراۃ ص ۱۲۵ رقم ۳۱۴ جو کہ سنداً صحیح اور اس کے تمام راوی ثقہ ہیں۔(۳)

خصوصاً امام طلحہ بن ابی سعید الاسکندرانی ابوعبدالملکؒ (م ۱۵۸ھ) یہ صحیح بخاری، نسائی و دیگر کتب کے راوی ہیں۔ امام علی بن المدینیؒ کی تصریح کے مطابق یہ ''معروف'' ہیں۔ (یعنی مجہول نہیں) ائمہ کی ایک بڑی تعداد جن میں ☆امام احمدؒ ☆ابوذرعہؒ ☆امام ابوحاتمؒ ☆امام ابوداؤدؒ ☆امام ابن حبانؒ ☆امام مزیؒ ☆امام ذہبیؒ ☆امام ابن حجرؒ وغیرہ شامل ہیں، ان کی تعدیل وتوثیق فرمائی ہے۔(۴)

لہذا اثری صاحب کا ان کو ''مجہول'' کہنا درحقیقت خود کو ''جاہل'' کہنے کے مترادف ہے۔ اثری صاحب کے بارے بے اختیار زبان پر آ رہا ہے کہ ''شرم تم کو مگر نہیں آتی'' جناب! اپنے دیگر جھوٹوں میں اس کو بھی شامل کر لیجیے۔ ابھی اور بھی بہت باقی ہیں۔ سنتا جا! شرماتا جا......!!!

اثری جھوٹ نمبر ۱۵: جناب اثری صاحب نے اس مصرع کو غالباً اپنے مکر وفریب اور دجل وکذب کے لیے مختص کر رکھا ہے؛

بول! کہ لب ''آزاد'' ہیں تیرے

''ارشاد'' ایک اور جھوٹ ''ارشاد'' فرما رہے ہیں۔ سنیے! کیا کہتے ہیں: سعید بن مسیبؒ کا اثر اور پھر اس کی سند میں قتادہؒ کی تدلیس ہے اور سعید کی تدلیس واختلاط کو ذکر کیا اور پھر طرہ یہ کہ سند ابن ابی شیبہ کی پیش کی اور حوالہ مصنف عبدالرزاق ج ۱ ص ۳۷۴ کا دیا ہے اور پھر حنفی اصول کے تحت اس کو مقبول (صحیح) قرار دیا

---

(۱) توضیح الکلام ص ۸۵۴ (۲) توضیح الکلام ص ۹۵۶ (۳) احسن الکلام ج ۱ ص ۳۴۸

(۴) تہذیب لابن حجر ج ۳ ص ۱۴، تہذیب الکمال للمزی ج ۹ ص ۲۴۲، الکاشف للذہبی ج ۲ ص ۴۲ تقریب لابن حجر ج ۱ ص ۲۶۳

ہے۔(۱)

اثری صاحب کی بات بننے کو نہیں آرہی ۔چلو مصنف عبدالرزاق کا حوالہ کمپوزر کی غلطی ہی سہی پھر بھی مصنف ابن ابی شیبہ کی سند یوں ہے:"حدثنا عباد عن سعید عن قتادہ عن سعید بن المسیب ......الحدیث."(۲)

قارئین کرام! یاد رہے کہ شوافع و غیر مقلدین کے نزدیک تدلیس وجہ ضعف ہے اس کی سند میں آپ کو ایک راوی "سعید بن ابی عروبہ ہے" نظر آئے گا جو کہ اختلاط کا شکار ہے(۳)

اور ساتھ ساتھ یہ مدلس بھی ہے(۴)

بلکہ تصریح کی ہے کہ یہ تیسرے درجے کا مدلس ہے اسی طرح اس میں ایک راوی قتادہؒ بھی ہے یہ بھی شوافع حضرات کے نزدیک عموماً اور غیر مقلدین کے ہاں خصوصاً مدلس ہے اور ہے بھی طبقہ ثالثہ کا(۵)

اور طبقہ ثالثہ کے مدلس کی روایت غیر مقلدین کے ہاں سخت ضعیف (غیر مقبول) ہوتی ہے۔لہذا اثری صاحب کو سچی بات کہنی چاہیے تھی کہ یہ اثر حقیقتاً ضعیف ہے۔مگر برا ہو تعصب کا...... جناب نے بر بنائے ضد کے اس کو "مقبول" کہہ کر جھوٹ کا ایک اور "سہرا" اپنے سر لیا ہے۔

اثری جھوٹ نمبر ۱۶: لیجیے قارئین! اثری صاحب جھوٹ کا ایک اور پھندہ اپنے گلے میں ڈالنے چلے ہیں چنانچہ رقم طراز ہیں: "مولانا ظفر احمد عثمانی مرحوم علامہ قرشیؒ کی تقلید میں ابو الزبیرؒ کو مدلس قرار دیتے مگر مولانا صفدر صاحب انہیں سرے سے مدلس ہی نہیں تسلیم کرتے۔(۶)

قارئین! اصل صورتحال سے میں آپ کو آگاہ کرتا چلوں: امام اہل السنۃ، محدثِ زمانہ محمد سرفراز خان صفدر نور اللہ مرقدہ نے "توجیہ النظر" کے حوالہ سے ان کا "مدلس" ہونا تسلیم کیا ہے جس کی تدلیس کسی طرح صحت حدیث کے منافی نہیں ہے۔(۷)

نجانے کیوں اثری صاحب "الامام، الحافظ ،المحدث، الثقة محمد سر فرازخان صفدر

---

(۱) توضیح الکلام ج اص ۵۵۵ ط ادارہ علوم اثریہ ۱۹۸۷ (۲) مصنف ابن ابی شیبہ ج اص ۱۱۱۴ رقم ۱۸

(۳) الکواکب النیرات لابن الکیال ص ۴۵ (۴) الفتح المبین فی تحقیق طبقات المدلسین لعلی زئی ص ۲۹

(۵) الفتح المبین ص ۵۷ (۶) احادیث صحیح بخاری و مسلم کو مذہبی داستانیں بنانے کی ناکام کوشش ص ۴۷ تا ۵۷

(۱) احسن الکلام ج اص ۲۵۱ ششم ۱۹۹۸ء

نور الله مرقدہ" کے سر یہ جھوٹ تھوپ کر خود جھوٹے ہو رہے ہیں؟؟؟

اثری جھوٹ نمبر ۱۷: اثری صاحب کے جھوٹے قلم کی ایک اور "جولانی" ملاحظہ ہو: "امام ذہبیؒ نے محمد بن مبارکؒ کا ذکر نہ میزان الاعتدال میں کیا ہے اور نہ ہی المغنی فی الضعفاء، الکاشف، دیوان الضعفاء میں۔ جب یہ کتابیں ضعیف راوی کے بیان کرنے میں مختص ہیں۔(۱)

اثری صاحب جھوٹ بیان کرنے میں بڑا دل گردہ رکھتے ہیں؛ حقائق کا یوں اعلانیہ انکار؟؟؟ قارئین ! مجھے رہ رہ کر تعجب ہوتا ہے کہ اثری صاحب کو یہ سمجھ کیوں نہ آئی کہ ساری دنیا تو جاہل نہیں؟ لیکن وہ کہتے ہیں نا "دروغ گو را حافظہ نباشد"

قارئین ! امام محمد بن المبارکؒ کا ترجمہ (حالات) الکاشف کی جلد 3 صفحہ 74 پر رقم الترجمہ 5194 کے تحت موجود ہے۔ دوسرا اثری صاحب ذرا ٹھنڈے دل سے فیصلہ کریں محض شوخ مزاجی نہ دکھائیں کہ "الکاشف ضعیف راویوں کے لیے مختص ہے" ارے یہ تو "کتب ستہ" کے راویوں کے لیے مختص ہے۔ کیا اب "کتب ستہ" کے رواۃ بھی ضعیف ہونا شروع ہو گئے ہیں؟؟ اثری صاحب نے اپنی نوکِ قلم سے جن صفحات کو سیاہ کیا ہے وہ بھی پناہ مانگ رہے ہونگے۔ معلوم ہوتا ہے کہ انہوں نے وہ قلم کی سیاہی سے نہیں بلکہ اپنے ضمیر کی کالک سے لکھے ہیں کیا اثری صاحب اس کا انکار کر دیں گے کہ امام ذہبیؒ نے میزان الاعتدال اور المغنی فی الضعفاء میں صحیح بخاری اور صحیح مسلم کے ثقات راویوں کا ذکر کیا ہے؟

اثری کا امام بخاریؒ پر ظلم: اثری صاحب نے یہ لکھ کر تو غضب ہی ڈھا دیا کہ امام ذہبیؒ کی المغنی فی الضعفاء "ضعیف راویوں" کے لیے مختص ہے

حالانکہ اسی المغنی فی الضعفاء میں امام بخاریؒ کا ذکر موجود ہے(۲)

قارئین ! اب اثری صاحب کے قلم سے بخاری و مسلم کے راوۃ اور خود امام بخاریؒ بھی ضعیف قرار پا رہے ہیں "آگے آگے دیکھیے ہوتا ہے کیا؟" امام ذہبیؒ کی ان کتب کو ضعیف راویوں کے لیے مختص کرنا اور محمد بن المبارک کے ترجمہ کا انکار کرنا ہمارے خیال میں صرف جہالت ہی نہیں جان بوجھ کر خیانت بھی۔

اثری جھوٹ نمبر ۱۸: جناب اثری صاحب لکھتا ہے کہ زیر بحث روایت میں صدقہ سے روایت

---

(۱) توضیح الکلام ج ۱ ص ۳۲۷ (۲) (المغنی فی الضعفاء ج ۲ ص ۲۶۸ رقم ۵۳۱۳ بیروت

کرنے والا تنہا غریب یحییٰ ہی نہیں بلکہ محمد بن مبارکؒ ہشام بن عمارؒ اور امام بخاریؒ بھی ہیں لہذا اس کی روایت متعلق کیا شک ہوسکتا ہے؟(۱)

قارئین ! آپ نے ''کذاب'' کا لفظ تو سنا ہوگا اگر دیکھنا بھی چاہتے ہو تو کبھی جناب اثری صاحب کی ''زیارت'' کر لینا۔امام صدقہ بن خالد الدمشقیؒ علی اختلاف الاقوال ۱۷۰ھ یا ۱۸۰ھ یا ۱۸۴ھ میں وفات پا گئے تھے۔امام بخاریؒ کی پیدائش ۱۹۴ھ کی ہے جو امام صدقہؒ کی وفات کے تقریبا 10 دس سال بعد ہے، وہ ان سے کیسے براہ راست روایت کر سکتے ہیں؟؟؟لہذا اثری صاحب کا یہ کہنا کہ ''امام بخاریؒ نے صدقہ بن خالد سے روایت کی ہے؛مخبوط الحواسی ،مسلوب العقلی اور اپنے جھوٹے ہونے کا اقرار کرنا ہے۔

اثری جھوٹ نمبر ۱۹: جناب ارشاد الحق اثری لکھتا ہے کہ آثار تابعینؒ...... پھر اسی کے تحت امام اوزاعیؒ کا اثر ذکر کیا ہے(۲)

تضاد بیانیاں کرنی ہوں یا ''کالے اور سفید'' جھوٹ بولنے ہوں، آپ اثری صاحب کی خدمات ہر وقت لے سکتے ہیں۔اپنے بنائے ہوئے اصولوں کو توڑنا ہو یا اپنی ہی ''تحقیقات'' کا ''رد'' کرنا ہو؛ یہ سب کچھ آپ کو اثری صاحب کے ہاں وافر مقدار میں نظر آئے گا۔جس کی ایک مثال آپ کے سامنے میں پیش کرنے لگا ہوں

:''امام اوزاعیؒ''کو مولوی عبدالرحمٰن مبارکپوری غیر مقلد نے ''اتباع تابعین'' کے عنوان کے تحت امام لیث بن سعد م ۱۷۵ھ اور امام عبداللہ بن المبارک م ۱۸۱ھ کو ساتھ ذکر کیا ہے(۳)

دوسری بات یہ کہ امام اوزاعی کی پیدائش ۸۸ھ اور وفات ۱۵۱ھ یا ۱۵۵ھ یا ۱۵۷یا ۱۵۸ھ یا ۱۵۸ھ یا ۱۵۹ھ ہے(۴)

قارئین! میری ذاتی معلومات کی حد تک امام اوزاعیؒ کی کسی صحابی سے نہ تو ملاقات ہوئی ہے اور نہ انہوں نے کسی صحابی سے حدیث کو سنا۔قارئین! اثری صاحب نے اپنی اسی کتاب میں ان کو ''اتباع تابعین'' میں بھی ذکر کیا ہے۔(۵)

---

(۱) توضیح الکلام ج ۱ ص ۳۲۹ ط ۱۹۸۷ء　(۲) توضیح الکلام ج ۱ ص ۵۵۶، ج ۲ ص ۱۵۷، ۲۶۶ دوسرے نسخہ میں ص ۴۸۱، ۵۰۴

(۳) تحقیق الکلام ج ۱ ص ۱۱۱　(۴) تہذیب لابن حجر ج ۳ ص ۴۰۱، ۴۰۲　(۵) توضیح الکلام ج ۱ ص ۵۳ دوسرا نسخہ ص ۷۹

اور آپ پہلے دیکھ چکے ہیں کہ اثری صاحب نے ان کے آثار کو تابعین میں ذکر فرما چکے ہیں ان کے مغلوطات اور تضاد بیانیوں کو دیکھ کر۔بس......دل جل جاتا ہے............

اقرار دیکھ کر کبھی، کبھی انکار دیکھ کر
دل جل گیا تیری شوخیِ گفتار دیکھ کر

اثری جھوٹ نمبر۲۰: جناب ارشاد الحق اثری نے ایک اور ''گل فشانی'' یعنی (کذب بیانی) کی ہے لکھتا ہے کہ امام مجاہدؒ کا اثر......امام بخاریؒ جزء القراۃ ص۸ میں بالاسناد نقل کرتے ہیں(۱)

قارئین! اگر اثری صاحب سابقہ روایت کو نہ دہراتے اور جھوٹ سے اجتناب کرتے تو کیا ہی اچھا ہوتا؟؟ لیکن ہمارے خیال میں مذہب غیر مقلدیت میں ''ملمع سازی'' بہت ضروری ہے۔ خیر چھوڑیے! آپ اصل حقیقت کو سمجھ لیں وہ یہ ہے کہ اس اثر کی سند امام بخاریؒ نے متصل بیان نہیں فرمائی بلکہ وقال ابن علیۃ...... الخ سے معلق و منقطع ہے۔ کیونکہ امام اسماعیل بن ابراہیم المعروف باابن علیہ البصریؒ کی وفات ۱۹۳ھ میں ہے(۲) امام بخاری کی پیدائش ۱۹۴ھ میں ہے(۳)

امام بخاریؒ؛ امام ابن علیہؒ کی وفات کے ایک سال بعد بخارا میں پیدا ہوئے تو اثری صاحب کا یہ کہنا کہ انہوں نے اس کو ''متصل'' ذکر کیا ہے۔ جھوٹ نہیں تو اور کیا ہے؟؟؟

جاری ہے.....

Settings\Rizwan\Desktop\gare.jpg not found.

(۱)(توضیح الکلام ج۱ ص۵۴۵ ط۷ ۱۹۸۷ء)

(۲)(تقریب لابن حجر ج۱ ص۴۸) (۳)(تہذیب لابن حجر ج۵ ص۳۴)

افہام و تفہیم کی باتیں

☆مفتی محمد شجاع الرحمٰن

رضوان اور مبشر دونوں مسجد کی طرف چلے جا رہے تھے آپس میں باتیں کرتے کرتے وہ وضوخانہ کے قریب پہنچ گئے رضوان قریب بیٹھ کر اپنی جرابیں اتارنے لگا اور مبشر جرابوں سمیت وضو خانے جا پہنچا......

رضوان: ارے بھائی یہ کیا کر رہے ہو جرابیں تو اتار دو کیا جرابوں سمیت پاؤں دھونے کا ارادہ ہے؟

مبشر: جب جرابیں پہنی ہوئی ہیں تو پاؤں دھونے کیا ضرورت ہے؟ ان پر مسح کرلوں گا۔

رضوان: کیا جرابوں پر مسح؟ روز کوئی نیا مسئلہ ہی نکال لاتے ہو۔

مبشر: جی ہاں! کبھی حدیث کی کسی کتاب کا مطالعہ کیا ہو تو پتا چلے۔

رضوان: کیا احادیث کا مطالعہ؟ احادیث تو عربی میں لکھی ہوتی ہیں۔لیکن آپ اور عربی؟؟

مبشر: دراصل میرے پاس حدیث کی کتابوں کے تراجم ہیں جو میرے ایک دوست نے مجھے گفٹ کیے تھے۔اور کہا تھا کہ ان کو پڑھ کے عمل کرلیا کرو۔

رضوان: اچھا! تو یہاں آپ نے مترجم اور اپنے دوست کی بات ''بلا دلیل'' مان لی، یہ تو تقلید ہے اور آپ تو کہتے ہیں کہ تقلید شرک ہے اور آپ کا اس کے بغیر کوئی گزارہ بھی نہیں خیر! مجھے وہ احادیث تو دکھاؤ۔

مبشر: اس میں تقلید والی کیا بات ہے انہوں نے وہی کچھ تو لکھا ہے جو احادیث میں موجود ہے۔

رضوان: فقہاء کرام نے بھی تو وہی کچھ لکھا ہے جو قرآن وحدیث میں موجود ہے پھر ان کی بات کیوں نہیں مانتے؟

مبشر: اس بحث کو چھوڑو میں آپ کو احادیث دکھاتا ہوں پھر ہی آپ خاموش ہونگے۔

رضوان: ضرور! لیکن میں عربی عبارت پر اعتماد کروں گا آپ کے ترجمہ پر نہیں۔

مبشر: دیکھیے یہ حدیث لکھی ہوئی ہے **عن مغیرۃؓ قال توضاء النبی ﷺ ومسح علی الجوربین والنعلین (ترمذی)**

☆استاد جامعہ حقانیہ لاہور

رضوان: بھائی مبشر جمہور محدثینؒ کے نزدیک یہ حدیث ضعیف ہے اور مزے کی بات یہ کہ آپ کے غیر مقلد عالم علامہ مبارکپوری نے بھی اس کو ضعیف لکھا ہے۔ مثلاً امام بیہقیؒ اس حدیث کو ذکر کرنے کے بعد فرماتے ہیں کہ یہ حدیث منکر ہے سفیان ثوریؒ، امام احمد بن حنبلؒ، ابن المدینیؒ اور امام مسلمؒ جیسے جلیل القدر محدثین نے بھی اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے امام نوویؒ جنہوں نے مسلم شریف کی شرح لکھی ہے فرماتے ہیں کہ حفاظ حدیث اس روایت کے ضعیف ہونے پر متفق ہیں لہذا امام ترمذیؒ کا یہ کہنا قبول نہیں کہ یہ حدیث حسن صحیح ہے اسی طرح امام نسائی امام ابوداود وغیرہ نے اپنے اپنے الفاظ میں اس حدیث کو ضعیف قرار دیا۔ اب میں آپ کو آپ کے علامہ مبارکپوری کا حوالہ سناتا ہوں وہ کہتے ہیں کہ اس حدیث کے ایک راوی ابوقیس نے تمام راویوں کی مخالفت کی ہے نیز بہت سے علمائے حدیث نے اس حدیث کو ضعیف قرار دیا ہے لہذا میرے نزدیک ان کا ضعیف قرار دینا ہی ترمذی کے حسن صحیح کہنے پر مقدم ہے (تحفۃ الاحوذی) آپ نے حوالے سن لیے نا اب آپ کو سردیوں میں بھی پاؤں دھونا پڑیں گے

مبشر: نہیں نہیں! سردی بہت ہے جرابیں اتارنے کو دل نہیں کرتا، میں آپکو ایک اور حدیث دکھاتا ہوں امام بیہقی اور ابن ماجہ روایت فرماتے ہیں **عن ابی موسیٰ ان رسول الله ﷺ توضاء ومسح علی الجوربین والنعلین .**

رضوان: اس حدیث کے متعلق بھی کبار محدثین اور آپکے علامہ مبارکپوری کے اقوال بھی سنیے امام بیہقی امام احمد امام ابن معین امام ابوزرعہ امام نسائیؒ نے اس حدیث کے راوی عیسی بن سنان کو ضعیف قرار دیا ہے نیز امام بیہقی فرماتے ہیں کہ ضحاک بن عبدالرحمان کا سماع ابوموسی سے ثابت نہیں لہذا روایت منقطع ہے امام ابوداودؒ فرماتے ہیں کہ یہ روایت نہ تو متصل ہے نہ قوی علامہ مبارک پوری کہتے ہیں کہ عیسی بن سنان کو اختلاط ہو جایا کرتا تھا وہ ضعیف الحدیث ہے

مبشر: چلو یہ حدیث بھی ضعیف ہے تو میں آپ کو ایک اور حدیث دکھا دیتا ہوں

رضوان: بھائی مبشر صاحب اس مسئلہ میں زیادہ سے زیادہ آپ کے پاس چھ دلائل ہیں اور ان چھ دلیلوں کے ضعیف ہونے پر کبار محدثین کے اقوال اور غیر مقلد علماء کے فتاوی بھی موجود ہیں

مبشر: نہیں یار، اس مسئلہ میں کوئی صحیح حدیث بھی تو ہوگی جس کی وجہ سے اہل حدیث (غیر مقلدین) نے جرابوں پر مسح شروع کیا

رضوان: نہیں بھائی اس مسئلہ میں کوئی ایک بھی صحیح مرفوع حدیث ثابت نہیں، دو احادیث جو آپ نے پیش کیں ان کے جوابات میں آپ کو بتلا دیے بقیہ چار دلائل کے جوابات ان شاء اللہ پھر کبھی موقع ملا تو تفصیلاً عرض کر دوں گا اور ہاں میں نے آپ سے یہ بھی عرض کی تھی کہ جرابوں پر مسح کے ناجائز ہونے پر آپ کے علماء کے فتاوی موجود ہیں نمبر ایک علامہ مبارکپوری اپنی کتاب تحفۃ الاحوذی جلد 1 صفحہ 333 پر لکھتے ہیں ’’کہ پوری تحقیق کے بعد میں اس نتیجہ پر پہنچا ہوں کہ جرابوں پر مسح کرنا کسی صحیح، مرفوع حدیث سے ثابت نہیں جو محدثین کی جرح وتنقید سے خالی ہو۔‘‘ نمبر 2 مشہور غیر مقلد عالم میاں نذیر حسین دہلوی سے پوچھا گیا کہ اونی، سوتی جرابوں پر مسح جائز ہے یا نہیں؟ وہ جواب کے شروع میں لکھتے ہیں کہ مذکورہ جرابوں پر مسح جائز نہیں کیونکہ اس کی صحیح دلیل نہیں اور مجوزین نے جن چیزوں سے استدلال کیا ہے اس میں خدشات ہیں آخر میں لکھتے ہیں الغرض مندرجہ بالا جرابوں پر مسح کی کوئی دلیل نہیں نہ تو قرآن کریم سے نہ سنت سے نہ اجماع سے اور نہ قیاس شرعی سے جیسا کہ آپ نے دیکھ لیا(۱) بعینہ یہی فتوٰی ثناء اللہ امرتسری (غیر مقلد) کا بھی موجود ہے(۲)

نیز یہ صورت حال ایک سخت وعید کے ضمن میں آتی ہے کہ جب آپ ﷺ نے ایک شخص کو دیکھا کہ اس نے وضو میں ایڑیوں کو نہیں دھویا تو آپ ﷺ نے فرمایا ’’**ویل للاعقاب من النار**‘‘ ایسی خشک ایڑیوں کے لیے ہلاکت ہو آگ سے (**مسلم ؛وجوب غسل الرجلین**) جب ایڑیاں خشک رہ جانے پر اتنی سخت وعید ہے تو جرابوں پر مسح کرنے سے تو پورا پاؤں خشک رہ جاتا ہے لہذا ان مضبوط دلائل کے بعد تو بھائی مبشر صاحب آپ کو جرابیں اتار کر پاؤں دھونے ہی پڑیں گے اللہ ہمیں دین کی صحیح سمجھ عطا فرمائے۔

مبشر: بہت شکریہ آپ کا کہ آپ نے مجھے مسئلہ سمجھا دیا ورنہ نا معلوم میری کتنی نمازیں اور برباد ہوتیں اللہ آپ کو خوش رکھے ....

(۱) فتاوٰی نذیریہ ج 1 ص 327 (۲) فتاوی ثنائیہ ج 1 ص 423

(دوسری قسط)

تقلید پر اعتراضات کا جائزہ

☆مولانا رب نواز احمد پور شرقیہ

6: عبدالقادر حصاروی غیر مقلد، جماعت غرباء اہل حدیث کے امام عبدالوہاب ملتانی کے باطل عقیدہ اور ان کی تقلید کرنے والے اہلحدیثوں کا تذکرہ کرتے ہوئے لکھتے ہیں: ''یہ خلاصہ ہے ان (ملتانی صاحب) کے اس اصول اور عقیدہ کا جو سراسر باطل اور نقل و عقل کے بالکل خلاف ہے بلکہ یہ تقلید اور یہ عقیدہ تمام مقلدین کے اصول اور عقیدہ سے بھی بدترین ہے۔(۱)

اس سے معلوم ہوا کہ غرباء والے اہل حدیث اپنے امام کے باطل اور نقل و عقل کے خلاف عقیدہ کی تقلید کرتے ہیں پھر اس پر طرہ یہ کہ وہ اپنے امام کو مثل معصوم سمجھتے ہوئے ان کی تقلید کو فرض قرار دیتے ہیں۔ چنانچہ حصاروی صاحب ان کے متعلق لکھتے ہیں: ''عام لوگ ان کو' امامیہ'' کہتے ہیں کہ یہ اپنے امام کی تقلید فرض جانتے ہیں۔(۲)

حصاروی صاحب ایک اور مقام پر لکھتے ہیں: ''اپنے مقرر کردہ امام کی ''تقلید'' کرنا بھی ان کا شیوہ ہے اور یہ اپنے امام کو مثل معصوم سمجھتے ہیں۔(۳)

7: عبدالحق غزنوی غیر مقلد، سردار اہل حدیث ثناء اللہ امرتسری کے متعلق لکھتے ہیں: ''فلاسفہ اور نیچریوں اور معتزلہ کا مقلد ہے۔ ناسخ و منسوخ، تقدیر، معجزات، کرامات، صفات باری، دیدار الٰہی، میزان، عذاب قبر، عرش، لوح محفوظ، دابۃ الارض، طلوع شمس از مغرب وغیرہ وغیرہ، جو اہل السنّت میں مسائل اعتقادیہ اجماعیہ ہیں اور آیات قرآنیہ ان پر شاہد ہیں اور علماء اہل السنّت نے اپنی تفاسیر میں بالاتفاق جن آیات کی تفاسیر ان مسائل کے ساتھ کی ہے انہوں نے ان سب آیتوں کو بتقلید کفرہ یونان وفرقہ ضالہ معتزلہ وقدریہ وجہمیہ خذلھم اللہ محرف ومبدل کرکے سبیل مومنین کو چھوڑ کر اپنے آپ کو ''ویتبع غیر

---

(۱) اصلی اہل السنّت کی پہچان ص 215 (۲) اصلی اہل السنّت کی پہچان ص 209 (۳) اصلی اہل السنّت کی پہچان ص 213

سبیل المومنین نوله ماتولیٰ ونصله جهنم وساء ت مصیرا " کا مصداق بنایا۔(۱)

اس عبارت سے صراحتاً ثابت ہورہا ہے کہ ثناء اللہ امرتسری نے قرآنی آیات کے خلاف یونان کے کافروں کی تقلید کو سینے سے لگالیا ہے۔

8: غزنوی صاحب، ان کے متعلق مزید لکھتے ہیں ''برخلاف آیات کریمہ واجماع ائمہ کے، جابجا اپنی تفسیر میں عرش کی تفسیر بتقلید قفال حکومت اور بادشاہت کے ساتھ کرتا ہے اتنا بھی نہیں سمجھتا کہ عرش کے انکار سے تو کفر تک کی نوبت پہونچتی ہے۔(۲)

غزنوی صاحب کی تصریح کے مطابق، امرتسری صاحب نے قرآنی آیات کے خلاف قفال کی تقلید کو اختیار کرلیا۔

9: غزنوی صاحب مزید لکھتے ہیں ''احمد وبزار اور ابن حبان اور حاکم مرفوعاً لائے ہیں کہ ''لم يتكلم في المهد الا اربعة وذكر شاهد يوسف '' یعنی چار شخصوں نے گود میں بات کی ہے جن میں سے ایک شاہد یوسف بھی ہے۔ چونکہ مصنف تفسیر ثنائی (ثناء اللہ امرتسری۔ناقل) کے خلاف ہے لہٰذا صریح حدیث سے خلاف کیا اور اس تفسیر میں ابوعلی جبائی معتزلی کا مقلد ہوا۔(۳)

غزنوی صاحب کے بقول امرتسری صاحب صریح حدیث کے خلاف ایک معتزلی کی تقلید پر راضی ہو گئے۔

10: ثناء اللہ امرتسری کے استاد محمد حسین بٹالوی غیر مقلد، اپنے ''شاگرد رشید'' کے متعلق لکھتے ہیں:

''حدیث نبوی کا یہ شخص در پردہ منکر ہے اور حدیث کے مقابلہ میں اپنی رائے اور اپنے اسلاف معتزلہ ونیچریہ کی آرا کو واجب العمل اور مقدم سمجھتا ہے۔ تب ہی احادیث صحیحہ نبویہ مفسرہ قرآن کو چھوڑ کر بہ تقلید معتزلہ ونیچریہ قرآن کی تفسیر رائے سے کرتا ہے۔(۴)

وکیل اہلحدیث محمد حسین بٹالوی کی تصریح کے مطابق ان کے شاگرد ثناء اللہ امرتسری نے احادیث صحیحہ کے خلاف معتزلہ اور نیچریہ کی ''تقلید'' کو گلے سے لگالیا۔

---

(۱) الاربعین جلد اول، ص5 مشمولہ رسائل اہل حدیث)

(۲) الاربعین ص17

(۳) الاربعین ص19

(۴) الاربعین ص44

فتح مبین در مناظرہ حیات خاتم النبیین ﷺ

(ادارہ)

جیسا کہ باطل کا شروع سے طریقہ چلا آرہا ہے کہ اہل حق کے مسلمہ عقائد و مسائل میں اپنی تلبیسات یا کم ازکم بے جواب اعتراض کر کے عوام الناس کے قلوب واذہان میں طرح طرح کے شکوک وشبہات ڈال کر اپنے شیطانی جال میں تحریفات اور باطل تاویلات کے ذریعہ پھنسانا ہے اور مقولہ "ہر فرعون راموسیٰ" کے تحت اہل حق نے ہر روپ دھارے باطل کی تاویلات کو مضبوط دلائل سے توڑ کر حق کی چہرہ کشائی کی ہے اور آئندہ بھی کرتے رہیں گے (انشاء اللہ) اس سلسلہ کی ایک کڑی یہ ہے کہ تحصیل دریا خان ضلع بھکر میں چند فتنہ پرور لوگوں نے امت کے اتحاد میں اختلاف کی فضاء پیدا کرنے کی ناکام کوشش اور اہل حق کو طرح طرح کے چیلنجز کا سلسلہ شروع کر رکھا تھا۔

اس کے سدِ باب کے لیے اہل حق نے ان کی شرائط تاریخ اور وقت کے مطابق انہی کے گھر میں چیلنج قبول کرتے ہوئے مناظرہ بعنوان "حیات النبی ﷺ" طے کیا لیکن وقتِ مقررہ پر اہل حق کے منتخب کردہ مناظر اسلام مولانا محمد مقصود احمد (پاکپتن) (استاذ شعبہ تحقیق مرکز اہل السنہ والجماعۃ سرگودھا) اپنے معاونین و کتب سمیت ان کے گھر جا پہنچے وقت مناظرہ ۱۲ نومبر بروز جمعرات ۹ بجے تا ۱۲ بجے دوپہر طے تھا۔

فریقِ مخالف فرقہ عثمانی، جماعت المسلمین جن کو سرزمینِ دریا خان میں "گھڑے پیر" سے یاد کیا جاتا ہے کا بڑی شدت سے انتظار کرنے لگے لیکن بموافق ارشادِ باری "جاء الحق وزهق الباطل" (حق آگیا اور باطل بھاگ گیا) کے وہ نہیں آئے۔ تین بار برابر پیغام بھیجے گئے لیکن

جادو وہ جو سر چڑھ کے بولے

فریقِ مخالف کے نامزد مناظر ماسٹر ارشاد احمد نے یہ اقرار کرتے ہوئے کہ "وہ مناظر "مقصود احمد" مجھ سے علم میں زیادہ ہیں۔ میں ان سے مناظرہ نہیں کرسکتا۔"

اس اقرار سے ان کا ایک آدمی ان کی جماعت سے الگ ہو کر اپنے تمام تر شبہات کو دور کروا کے اہل حق

اہل السنہ حنفی دیوبندی حیاتی کے ساتھ منسلک ہو گیا۔ وللہ الحمد

اس باطل کی شکست فاش سے اہل حق کے چہرے خوشی سے تمتما اٹھے اور باطل کا شجرہ خبیثہ اپنی زندگی کے دن گن گن کے پورا کرنے لگا اور اس طرح اہل حق کے ہاتھوں اہل باطل عثمانیوں اور جماعت المسلمین کو ذلت آمیز شکست سے دوچار ہونا پڑا اور اہل حق اہل السنۃ والجماعۃ کو اللہ رب العزت نے اپنے فضل اور اپنی نصرت سے ''فتحِ مبین'' سے ہمکنار کیا۔ دعا ہے کہ اللہ رب العزت آئندہ بھی اہل حق کا ساتھ دیتے ہوئے ہر باطل کے ساتھ مقابلہ کرنے کی توفیق مرحمت فرمائے۔ آمین

نوٹ: مناظرہ کی روداد جس کو کمپیوٹر کی آنکھ میں محفوظ کر لیا گیا ہے۔ درج ذیل نمبر پر منگوا سکتے ہیں۔

0346/7357394

تائید ایزدی کا ایک اور کرشمہ

سرگودھا کے نواحی علاقہ چک ۱۳۱ میں ایک غیر مقلد مولوی ''سبطین شاہ نقوی'' نے مسائل قربانی کی آڑ میں مذہب حنفیہ پر سب وشتم کر کے ائمہ مجتہدین کو بھی اپنی زہر آلود زبان سے طعن و تشنیع کا نشانہ بنانے کے بعد اپنی غلط تحقیق در باب '' مسـنة'' پیش کر کے اپنی جاہل عوام سے بزعم خام حصول داد کی خواہش کا داؤ کھیلا اور مناظرہ کا چیلنج کر دیا......اہل علاقہ نے اس صورتحال سے ''اتحاد اہل السنہ والجماعۃ'' کو آگاہ کیا۔

جناب حافظ انور علی نے اتحاد اہل السنہ والجماعۃ کے ساتھ باہمی مشاورت سے یہ طے کیا کہ اہل السنہ کی طرف سے بطور ترجمان استاد المناظرین مولانا محمد مقصود احمد زاد علمہ ہونگے مناظرے کے دن اور وقت کے تعین کے مطابق جب مناظر اہل السنّت نے میدان مناظرہ میں قدم رکھا تو اہل السنۃ والجماعۃ (احناف دیوبند) سے وابستہ افراد کے چہرے مسرت سے تمتما اٹھے جبکہ ''دوسری پارٹی'' بدحواسی کا شکار اور اپنے نامزد ''مناظر'' کی منتظر تھی بسیار انتظار کے بعد جب امیدیں دم توڑنے لگیں اور غیر مقلدیت کا بھانڈا پھوٹنے لگا تو دھیرے دھیرے ''رفو چکر'' ہونے میں نجات جانی اور گھروں کو شرمندگی کا بوجھ اٹھائے لوٹ ہی گئے۔ جبکہ اہل السنہ کے افراد اپنے مسلک کی حقانیت پر اور بھی زیادہ مضبوط ہو گئے اور یوں مناظرہ کا دن ۲۴ نومبر ۶ ذوالحجہ بروز منگل اہل السنۃ کے افراد کے لیے عید کا سماں پیش کر رہا تھا اللہ نے اہل حق کو فتح سے ہمکنار کیا اور باطل کو رسوا کیا بعد ازاں ساتھیوں کے مشورہ سے مناظر اہل السنہ نے اپنے

موضوع پر محقق اور مدلل بیان ارشاد فرمایا جس میں اپنے دلائل کے بل بوتے ''باطل تحقیق'' کو کھوکھلا کر دیا بیان کے بعد سوالات جوابات کی ایک نشست ہوئی جو گھنٹہ بھر رہی آخر کار مناظر اہل السنۃ مولانا مقصود احمد فاتح مناظرہ بن کر غیر مقلدیت کیلئے ایک داغ رسوائی چھوڑ کر واپس تشریف لے آئے۔ اللہ تمام اہل السنۃ کو باطل اور اہل باطل کے تمام شرور سے محفوظ فرمائے۔ آمین

مضمون نگار حضرات توجہ فرمائیں!!!

1. مضمون نگار حضرات سے التماس ہے کہ مضمون صاف ستھرا اور واضح لکھیں۔
2. باحوالہ اور مدلل لکھیں، حوالہ دیتے وقت پہلے کتاب کا نام پھر جلد نمبر اور آخر میں صفحہ نمبر لکھیں۔ زیادہ آسانی اس میں ہے کہ متعلقہ ''باب'' اور احادیث کا نمبر (رقم الحدیث) بھی ذکر کر دیں تاکہ ایڈیشنوں کی تبدیلی سے حوالہ تلاش کرنے میں دشواری پیش نہ آئے۔
3. اپنا مضمون یا مراسلہ، قافلہ حق شائع ہونے سے کم از کم 60 دن پہلے روانہ فرمائیں۔
4. ادارہ نے آپ کی سہولت کے پیش نظر فیکس اور ای میل کا انتظام کیا ہے، اب آپ اپنے مضامین ای میل اور فیکس پر بھی روانہ کر سکتے ہیں۔ (فیکس نمبر لکھنا ہے)
5. اس بات کو ضرور ملحوظ رکھیں کہ آپ کا تحریر کردہ مضمون پہلے کسی عنوان کے تحت ''قافلہ حق'' میں شائع نہ ہوا ہو۔
6. سلسلہ وار یا کئی اقساط پر محیط مضامین کی مکمل قسطیں روانہ فرمائیں تاکہ آئندہ شماروں میں دشواری نہ ہو۔
7. اصل تحریر روانہ فرمائیں اور فوٹو کاپی اپنے پاس محفوظ رکھیں۔
8. ادارہ کسی بھی مضمون کے عنوان یا مندرجات میں بہتری لانے کی خاطر تبدیلی کا مجاز ہے۔
9. کتاب کے مصنف کے نام کے ساتھ عربی طرز میں ا''لفلاں ہللفلاں'' نہ لگائیں بلکہ مصنف کا نام ہی کفایت کر جاتا ہے۔

نوٹ: یاد رہے کہ ''قافلہ حق'' خالص علمی اور اصلاحی مجلّہ ہے، اس لیے سیاسی اور غیر اخلاقی مضامین شائع نہیں کیے جاتے۔

Email:markazhanfi@gmail.com

zarbekaleem313@gmail.com

Fax no:04235824443

قافلہ باطل سے قافلہ حق کی طرف

☆ابو عکراش

ابو عکراش: آپ اپنا تعارف کرانا پسند فرمائیں گے؟

قندیل: میرا نام "قندیل" عرف شیری ہے۔ والد کا نام "شہباز" ہے، سرگودھا کی رہائش ہے۔

ابو عکراش: فرقہ اہل حدیث کو چھوڑنے اور اہل السنۃ والجماعۃ میں شمولیت کا سبب کیا بنا؟

قندیل: غیر مقلدین والی فطرت سے مجبور ہو کر ہر دیوبندی سے بحث ومباحثہ کرنا میری عادت تھی۔ ایک دن اپنے دو دیوبندی دوستوں "رضوان اللہ اور سلمان ظفر" سے ملاقات ہوئی اور میں نے کہا: "رفع الیدین اور قرآت خلف الامام آپ لوگ کیوں نہیں کرتے؟" تو انہوں بجائے خود جواب دینے کے ہمارے محلے کے امام کے پاس لے گئے انہوں نے "ترک رفع الیدین، قرأت خلف الامام" پر مجھے اتنی احادیث دکھائیں کہ مجھے اپنا مسلک ڈوبتا ہوا محسوس ہوا۔ لہذا میں نے فرقہ اہل حدیث کے بطلان اور اہل السنۃ والجماعۃ کی حقانیت واضح ہو جانے کے بعد مسلک اہل حدیث کو خیر آباد کہا

ابو عکراش: قبول حق کا واقعہ کب پیش آیا؟ قندیل: ۳۰ دسمبر 2008ء بروز منگل

ابو عکراش: آپ قارئین قافلہ حق کو کوئی پیغام دینا چاہیں گے؟

قندیل: جی! میں یہی عرض کروں گا کہ فرقہ اہل حدیث کی پاک دامنی کی حکایات سن کر ان کی چاک دامنی کو نظر انداز نہ کیا جائے علماء حق، قافلہ حق سے اور مولانا محمد الیاس گھمن سے اپنا تعلق مضبوط کیا جائے تاکہ گمراہی سے بچا جا سکے۔

ابو عکراش: ادارہ قافلہ حق اور تمام اہل السنۃ والجماعۃ آپ کو نور ہدایت پانے پر مبارک باد پیش کرتے ہیں

تبصرہ کتب

م۔ع

تبصرہ کے لیے دو نسخوں کا بھیجنا ضروری ہے
تبصرہ نگار کا مصنف کے خیالات سے متفق ہونا ضروری نہیں

نام کتاب: رسول اکرم ﷺ کا طریقہ نماز

مصنف: حضرت مولانا منیر احمد اخون

ناشر: اخون پبلیکیشنز: صفحات: ۱۳۰

مولانا منیر احمد اخون کی یہ تصنیف عوام الناس کیلیئے ایک بہترین تحفہ ہے۔اس میں آپ نے دلائل سے یہ ثابت فرمایا ہے کہ اہل السنّت والجماعت احناف کی نماز سنت کے عین مطابق ہے اور احناف کو مخالف حدیث کہنا بالکل بے جا بات ہے۔لفظی غلطیاں دیکھ کرمحسوس ہوتا ہے کہ پروف کی طرف کامل توجہ نہیں دی گئی۔فاضل مولف اگر کتاب کے نام پر نظر ثانی کرلیں تو مناسب ہوگا کیونکہ اس نام سے ایک کتاب پہلے سے مارکیٹ میں موجود ہے مجموعی طور پر کتاب قابل داد ہے۔

☆☆☆

نام کتاب: المہند علی المفند مع حواشی

نام محشی: مولانا محمد محمود عالم صفدر اوکاڑوی

صفحات: ۲۶۴: ناشر: اتحاد اہل السنۃ والجماعۃ

المہند علی المفند علماء اہل السنۃ علماء دیوبند کی متفق علیہ مسلکی دستاویز ہے جو کہ بانی بریلویت احمد رضا خان کی کتاب ''حسام الحرمین'' کے جواب میں ہے ''حسام الحرمین'' میں احمد رضا خان بریلوی نے دیوبندی اکابر قطب الارشاد حضرت مولانا رشید احمد گنگوہیؒ، حجۃ الاسلام حضرت مولانا محمد قاسم نانوتویؒ کو

فتویٰ تکفیر کا نشانہ بنایا۔ نیز حکیم الامت مجدد ملت حضرت تھانویؒ اور محدث جلیل مولانا خلیل احمد سہارنپوریؒ پر بھی الزامات لگا کر تضلیل کی۔ اس کے جواب۔ میں علماء حرمین نے علماء دیوبند سے چھبیس سوالات کیے جن کے جوابات حضرت سہارنپوریؒ نے دیے جس پر عرب وعجم کے علماء نے تصدیقات ثبت فرمائیں بحمداللہ یہ کتاب دراسات کے نصاب میں شامل ہے کافی عرصہ سے ضرورت تھی کہ کوئی صاحب تحقیقی حاشیہ لکھ کر اس میں آسانی کرے۔ آخر یہ کام محقق العصر فخر الاماثل مولانا محمد محمود عالم صفدر اوکاڑوی کے ہاتھوں انجام پایا آپ کا یہ جامع ترین حاشیہ ''خیرا لکلام ما قل و دل'' کا مصداق ہے خاص کر مسئلہ ''استواء وصفات'' پر محدث سجاد الحجابی کے مقالہ نے چار چاند لگا دیے ہیں۔ کتاب کی تزئین میں اگر کوشش کی جاتی تو اچھا تھا کتاب میں بعض صفحات کو کمپوز کر کے لگایا گیا ہے جبکہ بعض کو پرانی کتابوں سے فوٹو کاپی کر کے ٹریسنگ لی گئی ہے جس سے کتاب کا حسن ماند پڑ گیا ہے۔ امید ہے آئندہ ایسی باتوں کی طرف بھی توجہ کی جائے گی۔

☆☆☆

نام کتاب: ماہنامہ المصطفےٰ ﷺ امام اہل السنّتؒ نمبر

ناشر: دارالعلوم مدنیہ بہاولپور

صفحات: ۸۶۲

المصطفےٰ ﷺ کا یہ خصوصی نمبر امام اہل السنّتؒ کی حیات وخدمات پر مشتمل ہے جس میں آپؒ کے حالات زندگی علمی وتدریسی خدمات، آپ کی محدثانہ ومفسرانہ جلالت شان، رسوخ فی العلم، تقویٰ وطہارت، تدبر وفراست جیسے اہم عنوانات پر اکابر ملت نے اپنے مضامین وتاثرات میں روشنی ڈالی ہے۔ ترتیب عمدہ ہے۔ البتہ بعض جگہ کمپوزنگ کی غلطیاں اس کے حسن کو چھپا رہی ہیں۔ بعض مضامین کے مندرجات میں سقم در آیا ہے تاہم مجموعی طور پر حضرتؒ کی زندگی کے خدوخال کو آنے والی نسل تک منتقل کرنے میں مجلّہ ''المصطفی'' مبارکباد کا مستحق ہے۔

قارئین کے خطوط

جناب انچارج مکتبہ اہل السنۃ والجماعۃ سرگودھا

السلام علیکم!

جناب والا! بندہ نے ایک شمارہ قافلہ حق پڑھا تو دل سے دعا نکلی کہ اللہ شرف قبولیت سے نوازے۔فرقہ غیر مقلدین نے جو اولیاء اللہ کے خلاف زبان درازی کی مہم چلائی ہوئی ہے اور آئے دن احناف کو یہ طعنہ دیتے ہیں کہ تمہارے عقائد کفریہ وشرکیہ ہیں،ان کے سدِ باب کے لیے آپ کا موقر جریدہ معلومات کا بہت بڑا ذخیرہ ہے۔مطالعہ سے معلوم ہوتا ہے کہ یہ اہل السنہ کے نظریات سے مزین ہے کیو نکہ ہمارے نزدیک بھی یہ لوگ رہتے ہیں لہذا بندہ کو ۱۴۲۹ کے شمارے ارسال فرمادیں......مزید مکتبہ اہل السنہ کی گرانقدر مطبوعات بھی روانہ فرمائیں۔

سیف ربانی

آپ کو شمارہ جات ارسال کردیے ہیں۔آپ کے دلی جذبات پڑھ کر بہت خوشی ہوئی۔

☆☆☆

جناب مدیر اعلی صاحب

السلام علیکم!

سلام مسنون کے بعد گزارش ہے کہ بندہ مستقل طور پر رسالہ قافلہ حق جاری کروانا چاہتا ہے اور پچھلے شمارے بھی جیسا کہ آپ نے بتایا دو کتابی شکل میں شائع ہو چکے ہیں اور تیسرا ابھی عنقریب شائع ہونے والا ہے آپ براہ کرم یہ تینوں شمارے کتابی شکل میں مجھے ارسال کردیں

والسلام

قاری عبدالرشید فاروقی گکھڑ منڈی

جناب قاری صاحب آپ کو شمارے جات ارسال کردیے ہیں وصول فرما کر ممنون ہوں

مصافحہ کیسے کریں؟

☆مولانا محمد امین کمالیہ

یہ ایک حقیقت ہے کہ اسلام دنیا میں محبت کا پیغام لے کر آیا اسلام تک رسائی نبی کریم ﷺ کی سنت اور صحابہ کے طریقے سے ہی حاصل ہوگی اس کے بارے میں نبی کریم ﷺ کا ارشاد مبارک ہے:"علیکم بسنتی وسنة الخلفاء الراشدین المهدین (۱)

آپ ﷺ نے فرمایا کہ تم پر میری سنت اور میرے خلفاء راشدین کی سنت لازم ہے۔دوسری حدیث مبارک میں ارشاد ہے "ما انا علیه واصحابی."(۲)

ان احادیث مبارکہ میں فرمایا کہ کامیاب تم میں وہی ہے جو میرے اور میرے صحابہ کے طریقہ پر چلے گا۔گو یا کامیابی حضور ﷺ اور صحابہؓ کے مبارک طریقوں کے ساتھ وابستہ ہے آج بدعت اور الحاد کا دور ہے آپ ﷺ کی سنت اور صحابہ کے طریقوں کو چھوڑا جا رہا ہے ضرورت اس بات کی ہے کہ آپ ﷺ کے پیارے طریقوں کو عمل میں لایا جائے۔

ان ہی پیارے طریقوں میں سے ایک طریقہ"مصافحہ" کرنے کا ہے لیکن افسوس کہ آج اس سنت مبارکہ کو فیشن کی بھینٹ چڑھا دیا گیا پھر دھیرے دھیرے یہ ہم میں بھی در آیا اور رواج پا گیا۔آج ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے والوں کی کثرت ہے"بعض لوگ" دو ہاتھوں سے مصافحہ کو بدعت گردانتے ہیں۔ایک ہاتھ سے مصافحہ کرنے کی ابتداء انگریز کے دور سے ہوئی اس سے قبل کسی ایک "اسلامی" کتاب میں یہ نہیں ملتا کہ "دو ہاتھ" سے مصافحہ کرنے کو بدعت اور خلاف سنت کہا گیا ہو۔حالانکہ دو ہاتھ سے مصافحہ کرنا امت کا متوارث عمل ہے۔

امام بخاریؒ نے اپنی صحیح میں ج۲ص۹۲۶ پر"باب المصافحہ" کا عنوان قائم کیا ہے چنانچہ اس میں بھی حضرت عبداللہ بن مسعودؓ سے (تعلیقاً) روایت لے کر آئے ہیں حضرت عبداللہ بن مسعودؓ فرماتے ہیں کہ

☆استاد جامعہ حقانیہ لاہور

(۱)(سنن ترمذی شریف ص۹۶ ج۲ سنن ابوداؤد ج۲ص۲۸۷) (۲)(مشکوۃ شریف ج۱ص۳۰ سنن ابی داؤد ج۲ص۲۷۳)

مجھے نبی ﷺ نے تشہد کی تعلیم دی اس حال میں کہ میرا ہاتھ آپ کے دونوں ہاتھوں کے درمیان تھا۔اس سے ثابت ہوا کہ آپ کی سنت دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کرنا ہے پھر اس کے بعد امام بخاریؒ نے باب قائم کیا ''باب الاخذ بالیدین''جس کے تحت حضرت حماد بن زید اور عبداللہ بن مبارک کا عمل ذکر کیا ہے کہ انہوں نے دونوں ہاتھوں سے مصافحہ کیا تھا۔

﴿نمائندگان قافلہ حق﴾

☆**مولانا امتیاز یوسف** ۔جامع مسجد یاحسان کنٹونمنٹ پلازہ سیالکوٹ

☆**مولانا محمد شمیم ناگرہ**۔جامعہ احیاء العلوم مرکزی جامع مسجد ماموں کانجن ضلع فیصل آباد

☆**قاری غلام شیر شاھد** ۔جامعہ حنفیہ صدیقیہ تجوید القرآن پنجن کسانہ تحصیل کھاریاں ضلع گجرات

☆**مولانا یحییٰ مبین بٹ**۔نزد خضری محمدی بازار اندرون شاہ دولہ گیٹ گجرات

☆**مولانا منھاج الحق راشد** ۔(ابن امام اہل سنت رحمۃ اللہ علیہ) جی ٹی روڈ گکھڑ گوجرنوالہ

☆**جناب محمد فرید**۔۱۹ جی گلبرک نمبر۲ لاہور

☆**مولانا عبدالعزیز**۔جامع مسجد دین محمد حیدر سٹریٹ صدیق پارک نیومزنگ لاہور

☆**مولانا محمد عارف**۔جامعہ مدنیہ کریم پارک راوی روڈ لاہور

☆**قاری محمد عاشق**۔عربی ٹیچر سکول جھنڈ پرواہ تحصیل دنیاپور ضلع لودہراں

☆**مولانا محمد افضل**۔اسلم بوٹ ہاؤس صدر بازار کروڑلعل عیسن لیہ

☆**مولانا محمد ادریس حنفی**۔عینو باجوہ جامعہ انوار الاسلام لوپن پلی ضلع نارووال

☆**مولانا محمد عاصم نور شنوری**۔امام جامع مسجد ابوبکر صدیقؓ نزد ہاشم خان دوکاندارنئی آبادی جنگل خیل کوہاٹ

☆**مولانا عتیق الرحمن**۔خطیب جامع مسجد کھپرو ضلع سانگھڑ

☆**مولانا محمد سرور**۔جامعہ اسماء بنت ابی بکرؓ نزد تبلیغی مرکز مدنی مسجد ضلع مانسہرہ

☆**مولانا محمد عبداللہ حنفی**۔سیٹلائٹ ٹاؤن نصیر آباد روڈ بلاک نمبر۵ بلال کالونی مصر ٹیلرز کوئٹہ

☆**مفتی شیراز**۔العصر تعلیمی مرکز رابنہ روڈ پیر محل ضلع ٹوبہ ٹیک سنگھ

☆**ڈاکٹر محمد امین**۔اجمل میڈیکل سٹور اینڈ کلینک موضع ییسالارہ چنیوٹ ضلع جھنگ

☆**مولانا محمد امین** ۔جامعہ حقانیہ صفدر لائبریری نزد پیکجز فیکٹری قینچی امرسدھو لاہور

☆**مولانا عبدالغنی طارق**۔ کراچی سٹیل کارپوریشن سرکلر روڈ رحیم یارخان

غیبت زنا سے اشد کیوں ہے؟

☆عارف باللہ حضرت اقدس حکیم محمد اختر صاحب

غیبت زنا سے زیادہ شدید ہے صحابہؓ نے پوچھا یا رسول اللہ ﷺ غیبت زنا سے زیادہ سخت کیوں ہے؟ آپ ﷺ نے فرمایا کہ اگر کوئی زنا کرلے پھر اللہ سے توبہ کرلے تو اس کی توبہ قبول ہے جس سے زنا کیا ہے اس سے جا کر معافی مانگنا ضروری نہیں بلکہ جائز ہی نہیں کیونکہ جا کر اس سے کہے کہ ذرا میں آپ سے معافی مانگنے آیا ہوں تو اس کو اور ندامت ہوگی اور اس کی رسوائی اور بدنامی کا اندیشہ ہے زنا حق العباد نہیں ہے۔ آہ اللہ کا احسان ہے بندوں پر کہ ہماری آبرو کی کیا حفاظت کی ہے۔

اللہ نے اپنے غلاموں کی عزت رکھ لی کہ اس کو حق العباد نہیں رکھا بلکہ اس گناہ کو اپنے حق میں شامل فرمایا کہ بس کہہ دو کہ یا اللہ جو مجھ سے یہ گناہ کبیرہ ہوگیا یا آنکھوں سے نامحرم عورتوں کو دیکھا ان سب گناہوں سے معافی چاہتا ہوں تو معاف ہوجائے گا۔ بندوں یا بندیوں سے جا کر اس معاملہ میں یہ کہنا نہیں پڑے گا کہ مجھے معاف کردو۔

لیکن آپ ﷺ نے فرمایا کہ غیبت ایسی چیز ہے کہ جس کی غیبت کی گئی اس سے جا کر معافی مانگنی پڑے گی بشرطیکہ اس کو خبر لگ جائے مثلاً کوئی گجرات میں ہے یا ڈابھیل میں ہے اس کی یہاں کسی نے غیبت کی تو اگر اسے خبر نہیں ہے تو اس سے جا کر معافی مانگنا لازم نہیں ہے۔ یہ حکیم الامت مجدد الملت مولانا اشرف علی تھانویؒ کی تحقیق ہے کہ جس کی آپ نے غیبت اور برائی کی ہے اس کو اگر خبر نہیں ہے تو اس سے جا کر معافی مانگنا لازم نہیں۔ تو پھر کیا کرے؟ اس کے لیے یہیں سے مغفرت مانگو کچھ پڑھ کر بخش دو۔ مشکوۃ شریف میں کفارہ غیبت میں یہ روایت ہے کہ یوں کہے ان یغفر اللہ لی ولہ کہ اللہ مجھ کو بھی معاف کرے اور اس کو بھی معاف کردے یعنی اس کی مغفرت کی بھی دعا کرے کہ جس کی ہم نے برائی کی ہے یا سنی ہے اے اللہ مجھے معاف کردیجئے برائی کرنا اور سننا دونوں حرام ہیں۔